رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو بجالانیوالا واحد اخبار

ضوابط

چندہ سالانہ عوام ۔/۳

ششماہی " ۔/۲

سالانہ سرپرستوں سے ۔/۵

امراء سے ۔/۱۰

ممالک غیر سے صرف ۸ شلنگ

یہدی اللّٰہ لنورہٖ من یشاء

نور

ہر ماہ کی ۳/۱۷ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر سردار محمد یوسف

مقاصد

۱۔ اسلام کی خوبیاں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا۔

۲۔ غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو ادا کرنا۔

۳۔ دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔

۴۔ راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۶ | اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۳۷ء مطابق ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ | نمبر ۲۱

تونگری بدل است نہ بمال

جناب برادرم محمد عبداللہ صاحب سکنہ فاضلکا۔ بہت غریب آدمی ہیں۔ ان کی تنخواہ شاید ہی ۱۵/ روپیہ ماہوار ہو۔ اس سے پہلے آپ قریباً چھ عدد قرآن شریف گورمکھی و ہندی خرید فرما کر سکھوں اور ہندوؤں کو اس روحانی دولت سے مالا مال کر چکے ہیں۔ اب آپ اپنے تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "مکرمی و معظمی جناب سردار محمد یوسف صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس سے پہلے جناب سے پانچ چھ عدد قرآن شریف گورمکھی و ہندی منگوا کر چند ہندو و سکھ احباب میں تقسیم کر چکا ہوں جسے پڑھ کر وہ لوگ از حد خوش ہوئے اور ظاہر کیا کہ یہ ہم لوگوں کی تنگدلی نہیں بلکہ بدقسمتی تھی کہ ہم اس بہترین روحانی تعلیم سے محروم رہے۔ برادرم مکرم آپکی مساعی جمیلہ کے اعتراف کیلئے وہ الفاظ نہیں جس سے اظہار کر سکوں۔ خداوند کریم ہی آپکو اس کا صلہ دے سکتے ہیں۔ میری دلی دعا ہے۔ کہ خداوند کریم آپکو دین و دنیا کے حسنات سے سرفراز فرمائے۔ اس عریضہ کے ہمراہ ایک ... حقیر سی رقم بھیجتا ہوں جو شاید محصول ڈاک کیلئے ہی اکتفا کرے۔ براہ نوازش حسب ذیل اشخاص کے نام ہندی و گورمکھی قرآن مجید ارسال فرمائیے:

(۱) شریمان لالہ سنام رائے صاحب ایم۔ اے فاضلکا۔ (۲) جناب لالہ بھانا رام صاحب معالج چشم موگہ۔ (۳) جناب پنڈت جوندرائے صاحب سب جج کانگڑہ۔ ان ہرسہ کے نام ہندی۔ (۴) جناب سردار نرائن سنگھ صاحب نمبردار سکنہ برج منارہ (۵) سردار جیون سنگھ صاحب محرر اجرا انجمن امداد باہمی سکھ والا (۶) سردار نبیر سنگھ صاحب وکیل فاضلکا۔ (۷) سردار ٹھاکر سنگھ صاحب منیجر آئس فیکٹری فاضلکا۔ (۸) ڈاکٹر کرتار سنگھ صاحب سب اسسٹنٹ سرجن سول ہسپتال فاضلکا۔ (۹) مولوی محمد رفیق صاحب مبلغ فاضلکا۔ ان کے نام گورمکھی۔" جیسا کہ میں نے عنوان میں ظاہر کیا ہے کہ تونگری دل سے وابستہ ہے مال سے نہیں۔ اس غریب بھائی کا ایثار امیروں کیلئے بھی قابل سبق ہے۔ اگرچہ ہر ایک نیکی اپنے اندر خوبی رکھتی ہے۔ مگر غیر مذاہب والوں کو جو اسلام سے دور پڑے ہوئے اور اسلام جیسے پاکیزہ مذہب کے متعلق غلطیوں میں مبتلا ہیں کو اسلام کی بینظیر تعلیم اور فرقان کریم کے اعلیٰ روحانی گیان و عرفان اور آنحضرت صلعم کے اسوہ حسنہ اور اخلاق کریمانہ سے آگاہ کرنا۔ یہ جملہ نیکیوں کی سرتاج نیکی ہے۔

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ جو بہترین اثر غیر مذاہب پر ڈال رہا ہے، وہ آپ اسی اخبار کے ۱۴، ۱۵ صفحات پر ملاحظہ کرینگے۔ ضرورت ہے۔ کہ دیگر دوست بھی اس کار خیر میں حصہ لیں یقیناً وہ ایسا کرکے اسلام کی بہترین خدمت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک فرِشتہ خصلت اِنسان کا مکتوب گرامی

۱۷ مئی کے نور میں میں نے ٹائیٹل پیج پر ایک معزز بھائی کا ذکر خیر کیا تھا۔ جنہوں نے ازراہِ کرم مبلغ ۱۵۰ روپے تبلیغ اسلام کے لئے ارسال فرمائے تھے اور جنکی فیاضی سے اسوقت تک قریبًا نوے غیر مذاہب کے اشخاص قرآن مجید کی مطہر تعلیم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ سے مستفیض ہو چکے ہیں۔ اور تبلیغ فنڈ کے عنوان کے ماتحت جو غیر مذاہب کے لوگ اسلامی برکات سے مستفیض ہو رہے ہیں، وہ ان ہی صاحب ہمت دوست کی فیاضی کا نتیجہ ہے۔ آپ اپنے تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"مکرمی جناب سردار صاحب۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

آپکا خط مل گیا۔ جسدن مینے آپکو منی آرڈر بھیجا تھا، اسدن بعض اور مذہبی اداروں کے نام بھی منی آرڈر روانہ کئے تھے۔ اور کوپنوں ہی میں تحریر کر دیا تھا۔ تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں سوائے آپ کے منی آرڈر کے اور منی آرڈر آجتک منزلِ مقصود تک نہیں پہنچے۔ یہ سب برادرانِ وطن کی مہربانی ہے جو ہر طرح تبلیغ اسلام میں حائل ہوتے ہیں۔ جب میرا آدمی کئی ایک منی آرڈر لیکر ڈاکخانہ پہنچا تو اتفاق سے منی آرڈر کلرک ہندو تھا۔ اُسنے کوپنوں کو پڑھا اور ناک بھویں چڑھائیں۔ میرے آدمی نے کہا کہ آپ کون ہوتے ہیں ایسا کرنے والے۔ آپ اپنا فرض ادا کریں۔ اِسپر بابو کہنے لگا کہ میں نے تذکرۃً ایسا کہا تھا معاف فرمائیے۔ لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ سوائے آپ کے منی آرڈر کے اور کہیں نہیں پہنچے۔ ڈاکخانہ کے ڈائرکٹر جنرل کو اطلاع دی گئی ہے۔ اور ان کی طرف سے جواب بھی آگیا ہے۔ کہ تحقیقات ہو رہی ہے۔ اس لئے امید ہے کہ روپیہ اپنی جگہ پہنچ جائیگا۔

میرا مقصد یہ ہرگز نہیں تھا۔ کہ آپ ناموار مجھے اطلاع بھیجیں۔ میں آپ کے قیمتی وقت کو جو تبلیغ میں خرچ ہونا چاہیئے۔ ایسے معمولی کاموں میں ضائع کرنا پسند نہیں کرتا۔ بلکہ مقصد صرف اس قدر تھا کہ آپ مجھے اطلاع کر دیں۔ کہ تقسیم ہو گئیں۔ بس ناموں وغیرہ کی بھی ضرورت نہیں۔ خدا سے دُعاء فرمائیں، کہ اللہ تعالیٰ ہدایت پر قائم رکھے۔ اور عمل کی توفیق دے۔ "نور" بھی ملتا رہتا ہے اس میں اپنے متعلق آپکا حسن ظن معلوم کر کے میں شرمندہ ہو جاتا ہوں ع من آنم کہ من دانم۔ خدا مجھے توفیق دے کہ میں صالح بن جاؤں اور آپ جیسے بزرگوں کا حسن ظن قائم رہے۔ مگر یہ محض آپ کی دُعاؤں ہی سے ہو سکتا ہے۔ اختلاف عقیدہ اور بات ہے۔ قرآن پاک میں رسول اکرمؐ کی زبان سے جو یہودیوں اور عیسائیوں کو دعوت دلائی گئی ہے۔ وہ اس مشترک مقصد کی طرف ہے یعنی آؤ ہم اور آپ سب مل کر پکاریں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی پرستش کے قابل نہیں۔ اِس سے معلوم ہوا کہ حق وصداقت کی جنگ میں حق کا ساتھ دینا ہر خدا پرست کا فرض ہے۔ آپ اور ہم تو پھر مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اِس لئے اُمید ہے کہ آپ مجھے دُعاء سے محروم نہ رکھیں گے۔ مجھے جب خدا نماز پڑھنے کی توفیق دیتا ہے تو میں آپ کے اور دیگر خدّامان اسلام کیلئے دُعاء کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو کامیاب کرے، اور آپ لوگوں کا مددگار ہو"۔

نور۔۔ اس فرشتہ خصلت انسان کے دِل میں تبلیغ اِسلام کے لئے اس قدر جوش ہے۔ کہ گو آپ ایسے مالدار نہیں ہیں۔ مگر پھر بھی سالانہ سینکڑوں چھوڑ ہزاروں روپیہ تبلیغ اِسلام پر خرچ کرتے اور پھر نام ونمود سے بالاتر۔ مثل مشہور ہے۔ ع

تونگری بدل است نہ بمال۔ بزرگی بہ عقل است نہ بسال

کہ اگر کسی نے عملی مثال دیکھنی ہو تو آنمکرم کو دیکھ لے۔ دوست اس معزز بھائی کے لئے دُعاء کریں۔ کہ اِسلام کے لئے اپنے پہلو میں دردمند دل رکھنے والے اس دوست کو خداوند تعالیٰ دین و دُنیا کے حسنات سے سرفراز فرمائے۔ ایسی معقول پسند ہستیاں جو ہر کارِ خیر میں خواہ وہ کسی سے انجام پذیر ہو۔ حوصلہ افزائی کے لئے تیار رہتی ہوں بہت کم ہیں۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ آج باوجود اس انتشار اور پراگندگی کے ہندوستان کے مسلمانوں میں جو کچھ زندگی کی رمق پائی جاتی ہے محض ایسے ہی معقول پسند اور اپنے پہلو میں ملّت بیضا کے لئے دردمند دل رکھنے والی ہستیوں کے طفیل اس وقت اسلام پر جو سیاہ گھٹاٹوپ بادل چھائے ہوئے ہیں بلاشبہ ایسے معقول پسند بھائیوں کا وجود اُفق پر اُمید کی سفید دھاریاں ہیں۔ جو اس بات کا پتہ دیتی ہیں۔ کہ انشاء اللہ عنقریب ہی یہ سیاہ بادل پھٹ جائیں گے۔ خداوند تعالیٰ اس بھائی کو اجر عظیم دے، اور حسنات دارین سے مالامال کرے۔ دوست دردِ دل سے دُعاء کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اسلام میں ایسی بہت سی معقول ہستیوں کو پیدا کرے۔ کیونکہ آج اگر مسلمانوں کا بیڑا پار ہو سکتا ہے تو ایسی ہی معقول پسند ہستیوں کے طفیل۔ جو بغیر کسی نام ونمود کے نیکی کو نیکی کی خاطر بجالائیں ؛

اقوال زرین

(۱) جو خود گنہگار ہے۔ اُس کو دُوسروں کی نکتہ چینی کا کیا اختیار ہے۔ (۲) کم بولنے والے عمومًا بہت طاقتور ہوتے ہیں۔ (۳) تندرستی مفت ملتی ہے۔ بیماری لوگ خرید اکرتے ہیں۔ (۴) حقیقی ترقی کیلئے قلب کو نورانی شعاعوں سے منور کرو۔ (۵) سخاوت وصداقت افضل الاخلاق ہیں۔ (۶) عمر دراز ہونیکا بہترین نسخہ عمدہ اخلاق ہیں:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٭ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اسلام میں غلامی

(نوشتہ مولوی ظفر محمد صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی)

غلامی کو مغربی دُنیا بُرا تو کہہ رہی ہے۔ لیکن عمل برابر اسی پر ہے۔ حبشہ کے فتح کرنے میں اطالیہ کا ایک عذر یہ بھی تھا۔ کہ وہاں انسانیت کی قدر نہیں۔ آدمی کو آدمی غلام بنا کے اس کا خون چوس رہا ہے۔ مگر قبضہ ہو جانے کے بعد وہاں والوں کو اغیار کے ہاتھوں جو پیش آیا دُنیا جہان کو معلوم ہے۔ اور اس دردناک داستان کو سُن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں ؛

دنیا میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے غلامی کی بیخکنی کی ہے۔ اسکی ہر شعبہ میں یہ اصول رہا ہے۔ کہ تمدن و معاشرت میں اصلاح اس طرح کرتا ہے کہ اختلال واقع نہ ہو۔ فوری کارروائی میں مصلحت وقت اوجھل ہوتی ہے۔ اور انجام فساد ہوتا ہے۔ غلامی کے بارہ میں بھی یہی ہوا۔ اسے نہایت بُرا بتایا۔ لیکن اس کو نہایت خوبی سے صفحۂ دُنیا سے دُور کرنیکا بیڑا اُٹھایا۔ اس کا انسداد بتدریج کیا گیا۔ اور اس کے نتائج ہمیشہ اچھے نکلتے رہے ؛

جادُو وہ جو سر چڑھ کے بولے۔ حال میں ایک انگریز ایلڈن رٹر نے ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ جس کا ترجمہ ہمارے مندرجہ بالا دو شقوں کی مکمل تشریح ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ یہ حیرت انگیز بات ضرور ہے لیکن یہ واقعہ ہے۔ کہ جس طرح دوکان کی کھڑکیوں میں مال کی نمائش کی جاتی ہے اسی طرح دُنیا میں غلاموں کی منڈیاں قائم ہیں اور غلام مرد و عورت فروخت کے لئے بنچوں پر بطور نمائش کے بٹھا دیئے جاتے ہیں ایسا ایک عجیب بازار مکہ میں ہے جو شمالی اور وسطی عرب کا دار الخلافہ ہے۔ اسے کفار کے لئے سربمہر شہر میں میں ایک مسلمان کے بھیس میں گیا۔ اور وہاں نو ماہ رہا۔ اور اس غلاموں کے بازار میں کئی مرتبہ گیا۔ غالباً میں ہی ایک انگریز ہوں۔ جسے اس عجیب و غریب بازار کے دیکھ لینے کا اتفاق ہوا ہے۔ یہ بازار مسجد اعظم کے شمال مغربی دروازہ کے قریب ہی ایک بہت تنگ گلی میں واقع ہے۔ گلی بہت تنگ ہے اور مکان اتنے اونچے اونچے ہیں کہ زمین تک بہت ہی کم روشنی آتی ہے۔ بعض دوکانوں کے آگے زینوں کی شکل میں پتھر کی لمبی بنچیں بنی ہوئی ہیں۔ صبح کی ٹھنڈ میں اور تیسرے پہر کے وقت غلام خریداروں کے انتظار میں بیٹھے ملتے ہیں۔ میں ایک عرب رفیق کے ہمراہ اس گلی میں گیا۔ اس میں بدو بھرے ہوئے تھے جو لونڈیوں کو بغور دیکھ رہے تھے۔ وہ پتھر کی بنچوں پر چپ چاپ بے زبان گائیوں کی طرح بیٹھی تھیں۔ ایک دو نوجوان لونڈیوں کی حسرت بھری آنکھوں میں بدوؤں کی تاک جھانک کیوقت مجھے کچھ فکر کی سی جھلک معلوم ہوئی۔ یہ لونڈی غلام زیادہ تر افریقہ سے آئے تھے۔ اکا دُکا یمن یا مکہ کے بھی تھے۔ جیسا کہ ہلکے زرد رنگ کیوجہ سے ظاہر ہوتا تھا وہ نو سے پچاس برس کے مرد و عورت تھے۔ اکثر مردوں نے گھٹنوں سے ذرا نیچے تک کا کرتہ پہنا ہوا تھا جو مکہ کے غلام تھے اور پھیری والے پہنا کرتے ہیں۔ عورتوں کے بدن میں بھی یہی کرتہ تھا۔ البتہ اس کے نیچے ایک پاجامہ بھی تھا۔ اور ایک سیاہ کپڑا سر پر تھا جو دوپٹہ کا کام دیتا تھا۔ اور ہاتھ اور بازو اس میں چھپے ہوئے تھے۔ میرے ہمراہی نے مجھے کہا کہ نو عمر لونڈیوں کی قیمت ان دنوں چار سو سے ایکہزار روپیہ تک عمر خوبصورتی اور خانگی امور کی لیاقت کے مطابق ہو رہی ہے۔ غلام کی قیمت ذرا کم ہے۔

قرآن بار بار اس کا حکم دیتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی نظر میں نہایت پسندیدہ کاموں میں سے ایک غلاموں کا آزاد کرنا ہے۔ اسی سے ان بدقسمت مخلوق کے مالکوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ یہ محض مہربانی ہے۔ کہ انہیں ان کے رکھنے کی اجازت دیدی گئی ہے۔ اسی وجہ سے مسلمانوں میں غلاموں سے ہمیشہ اچھا سلوک کیا جاتا رہا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ لڑائی میں ان کی گرفتاری کیوقت ہمیشہ مہربانی کا سلوک کیا گیا ہے۔ بلکہ یہ کہ جب وہ اپنے آقاؤں کے گھروں میں رہنے سہنے لگے تو گھر کے چھوٹے افراد کی طرح اُن سے برتاؤ کیا جانے لگا۔ مکہ میں ان سے خانگی نوکروں، دربانوں، سقوں، سائیسوں، مصاحبوں وغیرہ کا کام لیا جاتا ہے۔ نخلستانوں میں وہ کاشت کرتے ہیں۔ اور بدو خود گڈریوں اور ساربانوں کا کام کرتے ہیں۔ لونڈیاں جب تک جوان رہتی ہیں گھروں میں اپنے آقاؤں کے ساتھ مدخولہ کی حیثیت سے رہتی ہیں۔ وہ انکی بیویوں اور دیگر آزاد عورتوں کی خانگی خدمات انجام دیتی ہیں۔ انکے پیٹ سے جو بچہ ایسی حالت میں ہوتا ہے آزاد ہوتا ہے۔

عام طور پر غلام اپنے آقا کا اس خوشدلی سے کام کرتا ہے، گویا وہ آقا اُس کا باپ ہے۔ آقا بجائے خود اُسے وہی کھانا کھلاتا ہے جو وہ خود کھاتا ہے۔ اور اپنے ہی جیسے کپڑے پہناتا ہے۔ اور ہمیشہ کافی مہربانی سے اس کے ساتھ سلوک کرتا ہے۔ اکثر آدمیوں کے پاس غلام اور لونڈیاں دونوں ہوتی ہیں۔ آقا دونوں کی شادیاں کر دیتا ہے۔ ان کی اولاد غلام ہی رہتی ہے۔ اور آقا کی ملکیت ہوتی ہے۔ ایک غلام بھی ۲ بیویاں کر سکتا ہے۔ لیکن عام طور پر ایک ہی بیوی پر قناعت کرتا ہے۔ آزاد آدمی چار بیویاں کر سکتا ہے۔ اور مدخولہ جسقدر چاہے اور توفیق ہو رکھے۔ اگر کسی لونڈی کے آقا سے بچہ ہو جائے تو وہ لونڈی کو آزاد کر دیتا ہے۔ اور اُس سے شادی کر لیتا ہے۔ اگر اس کے پہلے سے چار بیویاں ہوں تو جبتک ان میں سے ایک کو طلاق نہ دیدے وہ اس سے شادی نہیں کر سکتا ؛

عمدہ عمدہ لونڈیاں ان بازاروں میں نہیں ملتیں۔ اُن کے لئے خاص دلال ہوتے ہیں۔ ان کے گاہک مقررہ ہیں جو بالعموم ایسی لونڈیاں جو پسند آ جائیں اور حرم میں داخل کی جا سکیں ہمیشہ خریدنے کے لئے طیار رہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اس قسم کی لونڈی فروخت کرنا چاہے، وہ دلال کو خبر کر دیتا ہے۔ دلال اپنے ایک ۲ گاہکوں کو اسکے گھر لے جا کے لونڈی کو دکھا دیتا ہے، یا مالک چاہے تو وہ اُسے لونڈی کو لے جا کے خریدار کے گھر دکھا دینے کی اجازت دیدیتا ہے۔ لڑکی کو دیکھ کے گاہک قیمت جو وہ دینے کو طیار ہو بتاتا ہے۔ چند روز تک اسی طرح سودا ہوتا رہتا ہے۔ اور آخر سب سے زیادہ دام دینے والے کے ہاتھ وہ لونڈی فروخت کر دی جاتی ہے۔ جنوبی عرب اور افریقہ سے کچھ نئے لونڈی غلام آتے رہتے ہیں۔ اور کبھی کبھی ایشیائے کوچک سے بھی آ جاتے ہیں۔ زیادہ تر تو مکہ کے غلاموں کی اولاد ہی بکتی رہتی ہے +

جنگ عظیم سے پہلے اتحاد و ترقی کی جماعت جب قسطنطنیہ میں برسراقتدار آئی تو ترکوں نے حجاز کی رسم غلامی کو بند کرانا چاہا۔ لیکن اس وقت اس حصہ کا اصلی حاکم شریف مکہ تھا۔ عربوں اور شریف مکہ کی مخالفت کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقابلہ میں ترک بے بس رہے۔ اور ان کا یہ ارادہ پورا نہ ہونے پایا۔ اور غلامی آجتک جاری ہے۔ صلح نامہ جدہ (مورخہ مئی ۱۹۲۷ء) کی دفعہ ۷ کی رو سے سلطان ابن سعود نے انگریزوں کے ساتھ انسداد غلامی کے لئے اشتراک عمل کا عہد کیا ہے بلاشبہ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ باہر سے عرب میں غلاموں کی وہ آمد نہ ہوگی۔ لیکن اس نے اپنی مملکت میں غلاموں کی ملکیت کو ممنوع قرار نہیں دیا۔ اور وہ ایسا حکم دے بھی کیسے سکتا تھا۔ جبکہ غلامی کی قرآن اجازت دیتا ہے"۔

یہانتک اس انگریز مضمون نگار کا مقالہ ہے۔ اس کا مقصد یہی ہے۔ کہ مسلمانوں میں غلاموں سے اچھا سلوک کیا جاتا رہا ہے۔ کیونکہ غلاموں کو آزاد کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اور قرآن پاک میں غلام آزاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ فعل ہے۔ مسلمان جو خود کھاتے پہنتے ہیں وہی غلاموں کو کھلاتے پہناتے ہیں اور اپنوں کا سا برتاؤ ان سے کیا جاتا ہے۔ آخر میں اُس نے عجیب فقرہ لکھا ہے۔ کہ ابن سعود غلامی کو اِس لئے نہیں روک سکتا کہ قرآن اس کی اجازت دیتا ہے۔ یہ بے بنیاد بات ہے۔ اُسی سانس میں وہ یہ کہتا ہے۔ کہ قرآن نے غلام کے آزاد کرنے کو پسندیدہ ترین فعل بتایا ہے۔ اور پھر یہ کہتا ہے کہ قرآن اس کی اجازت دیتا ہے۔ اوندھے دماغ کی بات ہے۔ اسے یہ دو متضاد باتیں لکھنی نہیں چاہئے تھیں۔ غلاموں کو آزاد کرنا اور اس کی ترغیب دینا غلامی کی مخالفت کے ہی برابر ہے۔ اور قرآن پاک میں غلامی کی کہیں اجازت نہیں دی۔ جنگوں میں مفتوح قوم کے اسیر جو زرفدیہ دے کے آزادی حاصل نہیں کر سکتے۔ وہ ضرور غلام بنجاتے ہیں۔ اور اس کی اجازت ہر مذہب کی کتاب دیتی ہے۔ خود ویدوں میں اس کا ذکر ہے۔ بلکہ ان سے جو سلوک کرنے کا اُن میں حکم ہے، وہ بہت سخت ہے۔ اس کے مقابلہ میں اسلام نے ان سے مہربانی اور مساوات کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ مضمون نگار نے لکھا ہے۔ کہ وہ اپنا سا کھانا اور کپڑے انہیں دیتے ہیں +

شذرات

ہندو کن شرائط پر مسلمانوں اور عیسائیوں کو قریب لا سکتے ہیں

۳۰ رمئی کا آریہ مسافر لکھتا ہے۔ کہ ایک شخص نے شری بھائی پرمانند ایم۔ اے سے سوال کیا۔ کہ آجکل ہندو لوگ عیسائیوں اور مسلمانوں کے ساتھ بھی بھوجن کرنے میں سنکوچ (مضائقہ) نہیں کرتے۔ آپ کی اس میں کیا رائے ہے۔ بھائی جی نے جواب دیا۔ کہ "جب تک مسلمان یا عیسائی اس ملک کو اپنا ملک نہیں سمجھتے۔ رام کرشن پرتاب اور سیواجی کو اپنا رکشک (بزرگ و محافظ) نہیں مانتے ہیں ان کے ساتھ سہ بھوج (ایک جگہ بیٹھکر کھانا) کے پکش (حق) میں نہیں ہوں" یعنی ہندو تب ہی ایک میز پر مسلمانوں کے ساتھ کھا سکتا ہے۔ جب مسلمان پرتاپ اور سیواجی کو اپنا بزرگ سمجھے۔ مطلب یہ کہ ہندو دیوتا اسی وقت مسلمانوں کو یہ حق دے سکتا ہے جب مسلمان کم از کم تمدنی نکتہ خیال سے ہندو بنجائے۔ بتلائیے مسلمانوں کو کیا مصیبت پڑی۔ کیا ہندوؤں کے ساتھ مل کر نہ کھانے سے مسلمانوں کی جان نکلی جارہی ہے مجھے تو یہی شبہ ہے کہ بعض مسلمانوں کے نزدیک اسلامی شریعت ہندوؤں کے ساتھ اِس طرح مل کر کھانے کو روا بھی رکھتی ہے یا نہیں +

جادو وہ جو سر چڑھ بولے

۳۰ رمئی کا آریہ مسافر مسیح رسالہ المائدہ کے ایڈیٹر صاحب کو مخاطب کر کے لکھتا ہے۔ کہ "اسلامی سلطنت کو سپین سے نکالنے کے لئے عیسائیوں نے جو خفیہ انجمنیں قائم کی تھیں۔ اور عیسائی نوجوان (مرد اور عورتیں) سرعام کھڑے ہو کر جو بدکلامی کر کے گرفتار ہوتے اور بالآخر سزا پاتے تھے۔ کیا یہ عیسائی مذہب کے ایک جھگڑالو دین ہونے کا ثبوت نہیں ہے"۔ اسلام ہمیشہ ہی اپنے ہمسائیوں اور ماتحتوں کے ساتھ بہترین روادار رہا ہے۔ دور کیوں جائیں ہندو صاحبان آئے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں سوئے ادبی سے کام لیتے رہتے ہیں۔ کیا مسلمانوں نے کبھی شری رام چندر اور کرشن جی کی شان میں کچھ لکھا ہرگز نہیں۔ کیا مسلمان لکھنا نہیں جانتے مسلمانوں سے بڑھ کر اور کون لکھ سکتا ہے۔ مگر مسلمان اس رذیل فعل کو طرفۃ العین کے لئے بھی پسند نہیں کرتا۔ اور پھر یہ ایک اور بھی خوبی ہے۔ کہ مسلمانوں سے کئی ایک شری راجندر اور کرشن جی کو واجب الاحترام سمجھتے ہیں۔ بیشک آریوں کے متعلق بعض دفعہ مسلمانوں کو لکھنا پڑا، مگر وہ بھی جوابی رنگ میں۔ اور اس قسم کا جھگڑالو یا مجادلانہ لٹریچر یہ سب ستھیارتھ پرکاش کے بعد کی پیداوار ہے۔ اور اس کا فخر ستھیارتھ پرکاش کو ہی حاصل ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ مذاہب پر تبصرہ یا نکتہ چینی نہ ہو۔ مگر تہذیب کے اندر رہتے ہوئے کسی بھی غیر جانبدار منصف مزاج کے سامنے ستھیارتھ پرکاش کے مسلمانوں اور عیسائیوں وغیرہ کے متعلق یہ آخری ابواب رکھد یجئے۔ وہ ان کے متعلق کیا فتویٰ دیتا ہے۔ اگر آریہ سماج شانتی یا امن کے کرہ ہوائی کا متمنی ہے، تو اُسے چاہیئے۔ کہ وہ ان ابواب پر نظر ثانی کرے۔ ورنہ اس کی موجودگی ہمیشہ ہی بے اطمینانی کا موجب بنتی رہیگی +

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

۶ جون کا پرتاب لکھتا ہے۔ کہ سری گورو امرداس کے دربار میں شہنشاہ اکبر آیا۔ اور پرگنہ جھبال کے ۱۲ دیہات کی جاگیر لگا دی جو اب تک سری دربار صاحب امرتسر کے نام چلی آتی ہے۔ پھر لکھتا ہے کہ "جہانگیر نے سری ہرگوبند جی کی خدمت میں کوہ نور کے دوسرے درجہ پر گریٹ مغل کے نام کا ہیرا بھی پیش کیا" اور بہادر شاہ نے گورو گوبند سنگھ صاحب جبکہ آپ گوداوری کے کنارے پر فروکش تھے ایک نہایت ہی قیمتی ہیرا پیش کیا" اگر میں اس کی تفصیل میں جاؤں کہ مسلمانوں نے گورو صاحبان اور سکھوں کے ساتھ کیا کیا حسن سلوک کئے تو اس کی فہرست بہت لمبی ہے، جو شاید ایک ضخیم کتاب بنجائے۔ مگر مذکورۃ الصدر پرتاب کے حوالوں سے بھی ایک حد تک اسپر روشنی پڑ سکتی ہے۔ باہمی حسن سلوک سے ہی ہمارے تعلقات خوشگوار ہو سکتے ہیں۔ ۱۸ رجون کو سکھوں نے امرتسر میں جس وارفتگی اور حد سے متجاوز مذموم حرکات کا ثبوت دیا۔ بلاشبہ اُس نے کہلانیوالے سکھوں پر ایک اَن مٹ دھبہ لگا دیا ہے۔ بیخبر نہتے ہمسائیوں پر کرپانوں سے حملہ آور ہونا یہ کونسی خوبی اور بہادری ہے جبکہ ہم پہلو بہ پہلو دیوار بہ دیوار رہتے ہیں۔ کیا یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذہنیت کبھی امن کی فضاء پیدا کر سکتی ہے۔ سکھوں کی اس حد سے بڑھی ہوئی زیادتی اور مذبوحی حرکات کو اور تو اور ان کے زبردست ہمدردوں نے بھی بُرا منایا ہے۔ چنانچہ ۲۱-جون کا پرتاب لکھتا ہے۔ کہ ”امرتسر میں سکھوں نے مسلمانوں کو زخمی کر کے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیا“ سکھوں کو چاہیئے۔ کہ بحیثیت مجموعی ایسے مجرم سکھوں سے بیزاری کا اظہار کریں۔ اور ان کے مقدمات کی پیروی میں بھی بے تعلق رہیں لیکن شرومنی اکالی دل چیف خالصہ دیوان وغیرہ ان مجرم سکھوں کے متعلق بیزاری کا اظہار کرنے سے پس و پیش سے کام نہ لیگا۔ اگر ہم امن کے خواہشمند ہیں۔ تو اسکی یہی صورت ہے۔ کہ مجرموں کی وصلہ افزائی نہ کیجائے۔ اس سے معقول پسند سکھوں کو بھی انکار نہ ہوگا۔ کہ امرتسر میں مسلمانوں پر اپنی ہمسایہ قوم کی طرف سے بہت زیادتی ہوئی ؛

یہ بھی اِسلام کی برکت ہے

پرتاب لکھتا ہے کہ ”ہندو مشن ملتان کے زیر اہتمام سناتن دھرم سنسکرت کالج ہٹار میں سنیچروار ۵-جون کو شام کے سات بجے ہندوؤں میں سملت پرارتھنا (ملکر عبادت کرنا) شروع ہوئی“ اب ملکر عبادت کرنا یہ اسلامی نماز کی ریس ہے۔ جو مسجد میں باجماعت ادا کی جاتی ہے۔ دراصل ہندو دل سے تو اسلام کی خوبیوں کے قائل ہو رہے ہیں۔ مثلاً ایک خدا کی عبادت۔ تحریک شُدھی۔ مساوات۔ قریبی رشتہ داروں میں بیاہ شادی وغیرہ۔ ہاں ابھی ان میں یہ ہمت نہیں کہ یہ زبان سے بھی اسلامی خوبیوں کا اعتراف کر سکیں۔ ہو سکتا ہے، کہ وہ وقت بھی قریب آجائے ؛

خوراک اور لباس میں سادگی

پچھلے دنوں خالصہ کالج امرتسر میں جس زور و شور سے پکٹنگ جاری رہا گو اس سے مجھے اتفاق نہیں مگر پکٹنگ کرنیوالوں کی قربانی اور ایثار کی میں داد دئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس چلچلاتی دُھوپ میں جبکہ آسمان آگ برسا رہا ہو۔ گھنٹوں بغیر چھتری کے دھوپ میں کھڑے رہنا۔ اور خوراک کیلئے بھُنے ہوئے چنوں اور لسی پر اکتفا کرنا۔ بلاشبہ یہ ایثار قابل تعریف ہے۔ اور کسی کام میں کامیابی کا گُر ایثار ہی ہے ؛

پنجاب میں مخلوط تعلیم

کہا جاتا ہے کہ پنجاب میں آئندہ مخلوط تعلیم کی حوصلہ افزائی کرنے کی کوشش کیجا رہی ہے۔ مگر مشرق میں یہ مخلوط تعلیم بہت ہی کم بارآور ہو سکے گی ؟ کیونکہ مشرقی تمدن اس کا حامی نہیں۔ پنجاب گورنمنٹ کی سنہ ۳۶-۱۹۳۵ء کی تعلیمی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے، کہ انبالہ ڈویژن میں سنہ ۳۴-۱۹۳۵ء میں لڑکوں کے سکول میں پڑھنے والی لڑکیوں کی تعداد ۱۶۱۲ تھی۔ جو بڑھ کر ۱۷۱۶ ہو گئی۔ جالندھر ڈویژن میں ۳۸۶۷ سے بڑھ کر ۳۹۹۶ ہو گئی۔ راولپنڈی ڈویژن میں ۵۳۳۸ کی بجائے ۴۳۵۴ رہ گئی۔ گویا مجموعی طور پر ان تمام ڈویژنوں میں لڑکوں کے سکولوں میں پڑھنے والی لڑکیوں کی تعداد ۱۹۳۰۱ سے گھٹکر ۱۶۱۰۶ رہ گئی۔ یہ رپورٹ صاف بتلاتی ہے۔ کہ مخلوط تعلیم کا تجربہ کامیاب نہیں رہا۔ ترقی کی بجائے تنزل ہوا +

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم

مشہور کانگرسی کارکن ڈاکٹر اشرف پچھلے دنوں پنجاب آئے۔ اور لاہور میں اپنی ایک تقریر کے دوران میں انہوں نے کہا کہ ”ہندوستان کے مسلمانوں کی اپنی کوئی تہذیب ہی نہیں جس کی حفاظت کی ضرورت ہو“ ہم واقعات سے آنکھیں بند نہیں کر سکتے۔ آج جو اچھوتوں کی اصلاح کا جذبہ ہندوؤں میں پایا جاتا ہے۔ یہ سب مسلم تہذیب کا ہی اثر ہے۔ ورنہ مسلمانوں کے آنے سے پہلے ذرا ہندوستان کی تاریخ ملاحظہ کیجیئے۔ کہ ایک انسان دوسرے انسان کو حیوان سے بھی گیا گذرا سمجھتا تھا۔ اگر تاریخوں پر اعتبار نہو تو منوسمرتی وغیرہ کو پڑھ لیا جائے۔ اور پھر مسلمانوں کے آنے سے قبل ہندوستان میں کروڑہا دیوتاؤں کی پوجا ہوتی تھی۔ اور ہر ایک دیوتا اپنی جگہ خدا سمجھا جاتا تھا۔ وحدت کا راگ ہندوستان میں کس نے الاپا ؟ مسلم تہذیب نے۔ جاؤ ہندو لٹریچر کو چھان مارو۔ کہیں بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مینر نگ میں نظم نہیں آئیگا۔ ”ایکو برہم دیتا ناستے“ یہ سب اسلام کے ظہور پُرنور کے بعد کی پیداوار ہے۔ اب بھی پُرانے مندروں میں ہندوؤں کے بزرگوں کی تصاویر اور ان کا لباس دیکھ لیجئے۔ اور ہندوؤں کا موجودہ لباس بھی دیکھئے زمین و آسمان کا فرق پائیں گے۔ غرضیکہ اسلام نے کیا رُوحانی نکتہ خیال سے کیا تمدنی جہت سے کیا سیاسی نوعیت سے، ہندوستان کی کایا پلٹ دی۔ پھر ڈاکٹر اشرف کس طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کی کوئی تہذیب نہیں۔ تعجب کہ ڈاکٹر صاحب ماہ جون میں دوپہر کے وقت سُورج کے وجود سے انکار کر رہے ہیں ؛

آریہ سماج کے بجٹ پر ایک نظر

آریہ سماج کی کئی ایک صوبہ وار سبھائیں ہیں۔ خود پنجاب میں ہی دو ہیں۔ ایک گوروکل پارٹی اور دوسرے کالج پارٹی۔ یوپی۔ سی پی۔ بنگال۔ بہار۔ مدراس۔ بمبئی وغیرہ کی الگ ہیں۔ اسوقت میرا روئے سخن صرف ایک سبھا یعنی آریہ پرتی ندھی سبھا یا گوروکل پارٹی کی طرف ہے۔ جسکا نئے سال کا بجٹ قریباً تین لاکھ تک پہنچتا ہے۔ مگر اس میں وید پرچار کے لئے ۴۴ ہزار ہے۔ اور گوروکل کانگڑی کے لئے ۱۵۴۵۲۰۔ کنیا گوروکل ڈیرہ دون کیلئے ۴۵۰۴۶۹۹ اور اخبار آریہ مسافر کے لئے ۴۴۰۸۔ اور ویدک میگزین کے لئے اڑھائی ہزار۔ یہ صرف ایک سبھا کا ہے۔ حالانکہ آریہ سماج کی ایسی اور کئی سبھائیں ہیں۔ اس ایک ہی سبھا نے ۴۴ ہزار روپیہ وید پرچار کے لئے رکھا ہے۔ اور قریباً ۷ ہزار روپیہ اپنے پریس کے لئے۔ اور گوروکل کانگڑی اور گوروکل ڈیرہ دون کے لئے دو لاکھ سے بھی زیادہ۔ کیا یہ اعداد ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں ہیں۔ آؤ ہم غور کریں۔ کہ ہم تبلیغ پر، اپنے پریس پر، اور اپنی تعلیمی انسٹی ٹیوشنوں پر کس قدر خرچ کر رہے ہیں ؛

طلاق اور ہندو مذہب

ہندو مذہب طلاق کا روادار نہیں ہے۔ اور ایک وقت تھا جبکہ ہندو مسلمانوں کو طلاق کا طعن دیا کرتے تھے۔ اور اس بات پر فخر کیا کرتے تھے کہ ہمارے یہاں شادی کا تعلق اٹوٹ ہے۔ مگر ہم زیادہ دیر کے لئے قانون قدرت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ بعض حالات میں انسان بے بس ہو جاتا ہے۔ مثلاً مرد عورت کا نان و نفقہ ادا نہیں کر سکتا، یا دائم المریض ہے۔ اور ایسا ہی مرد کئی ایک معقول وجوہات سے عورت کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔ تو بتلائیے سوائے علیحدگی کے چارہ ہی کیا ہے۔ بانی آریہ سماج اس صورت میں جو ہمارے سامنے اس کا بدل پیش کرتا ہے، اور تو اور وہ آریوں کے لئے بھی قابل عمل نہیں۔ اور آجتک کسی آریہ کو یہ حوصلہ نہیں ہوا۔ کہ وہ فخریہ یا غیر فخریہ ہی اس کا اعلان کر سکے۔ مگر وقت آیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب ہندوؤں کو اسلام کے اس اصول کے سامنے بھی سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ آج ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ ریاست بڑودہ، اور ٹراونکور میں ہندو عورتوں کو طلاق اور بیوگان کی دوبارہ شادی کیلئے خاص قوانین وضع اور نافذ کر دیئے گئے ہیں ٭

محکمہ ریلوے کی توجہ کیلئے

آجکل گرمی سخت ہے، اور بہت پانی پیا جاتا ہے۔ اور پھر خصوصاً سفر میں بار بار پیاس لگتی ہے سٹیشنوں پر مرد ہی پانی پلانیوالے ہوتے ہیں سٹیشن پر گاڑی بہت تھوڑی دیر ٹھہرتی ہے۔ مرد تو اونچی اونچی آوازیں دے کر پانی والے کو فوراً بلا لیتے ہیں۔ مگر عورتوں کیلئے مرد پانی پلانیوالے کو زور زور سے آواز دیکر بلانا بہت مشکل ہے کیونکہ مشرقی تمدن اس کا مانع ہے۔ عورتوں کے ساتھ چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہوتے ہیں جنکا آجکل پیاس کیوجہ سے برا حال ہوتا ہے۔ لہذا ضروری ہے۔ کہ عورتوں کیلئے پانی پلانیوالی عورتیں ہی مقرر کیجائیں۔ جو گاڑی کے آتے ہی فوراً زنانہ ڈبہ کے سامنے کھڑی ہو جائیں۔ میں اپنے دیگر معاصرین سے بھی درخواست کروں گا۔ کہ وہ بھی اس اہم معاملہ کو محکمہ ریل کے سامنے لائیں۔ تاکہ بیچاری عورتوں کی یہ تکلیف دور ہو سکے ٭

بے روزگاری کی حد ہو گئی

ماہ جون میں پولیس آفس فیروزپور میں کانسٹبلوں کی سہ ماہی بھرتی ہوئی نو آسامیوں کیلئے چھ سو امیدوار حاضر ہوئے۔ ان میں کئی ایک گریجویٹ بھی تھے تھوڑے دن ہوئے راولپنڈی میں ایم، ای، ایس کلرک جو عارضی طور پر بھرتی کئے گئے تھے ان میں ایک ایم۔ اے ایل ایل بی ہے جسے ۳۵ روپیہ تنخواہ دی گئی۔ ۱۸ ر جون کو لاہور میں ریلوے ورکشاپ میں ۱۲ روپیہ ماہوار پر ۱۵ قلی بھرتی کئے جانے تھے۔ صبح ۷ بجے ہی ہزاروں اشخاص ورکشاپ کے پھاٹک پر پہنچ گئے۔ ان میں درجنوں انٹرنس پاس نوجوان بھی موجود تھے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ بیروزگاری کس حد تک پہنچ چکی ہے ایک بی۔ اے اور ایم۔ اے کی پڑھائی کا ماہوار خرچ کسی صورت میں پچاس روپیہ ماہوار سے کم نہیں پڑتا مگر بے روزگاری کا یہ عالم ہے۔ کہ ایک گریجویٹ کو تیس ۳۰ روپیہ کی ملازمت بھی ملنی مشکل ہو رہی ہے۔ لہذا اس صورت میں طلباء کو اعلےٰ تعلیم دلانے پر ہزاروں روپیہ خرچ کرنا بے فائدہ ہے۔ بہتر صورت یہی ہے کہ انٹرنس کے بعد کسی صنعت میں لگایا جائے ٭

اچھوت اقوام اور ہندو

۲۳ ر جون کا پرتاب لکھتا ہے کہ ”مدراس کے ایک گاؤں میں ایک (ہریجن) اچھوت پن کے متعلق ایک گیت گاتا ہوا بازار سے گزرا۔ اعلےٰ ذات کے ہندوؤں نے اسپر اعتراض کیا۔ اُسکے گیت بند نہ کرنے پر اس بیچارہ کو مار مار کر ہلاک کر دیا“۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہو سکتا ہے۔ کہ ایک کہلانیوالا اچھوت اور تو اور بذریعہ گیت بھی اپنے درد کا اظہار نہیں کر سکتا۔ دراصل سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب اچھوتوں کا یہ دُکھ دُور نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اسلام ہی کی یہ تعلیم ہے۔ کہ اس میں کوئی اچھوت نہیں ہے۔ قرآن مجید کا ہی یہ ارشاد ہے۔ کہ اَکْرَمُکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ۔ یعنی تم میں وہی افضل ہے جو نیکی میں بڑھا ہوا ہے۔ لہذا اگر اچھوت حقیقی معنوں میں مساوات کے خواہشمند ہیں، اور آئندہ کے لئے اپنی نسل کو اس اچھوت پن کی لعنت سے بچانا چاہتے ہیں تو انہیں فوراً اسلام کے سایۂ رحمت میں آجانا چاہیئے ٭

امرتسر کے ہندو لیڈروں کا مستحسن قدم

امرتسر کے پچاس ہندو لیڈروں نے مندرجہ ذیل اپیل شائع کی ہے۔ ”یہ امر بیحد افسوسناک ہے۔ کہ کچھ عرصہ سے صوبہ کی فرقہ دار فضاء مکدر ہو گئی ہے۔ گذشتہ چند دنوں کے واقعات کو دیکھکر ہر پنجابی کا سر شرم سے نیچا ہو جاتا ہے۔ فرقہ دار فسادات ہمارے ملک کے لئے لعنت ہے، جس سے کوئی شخص فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اس موقعہ پر ہر محبّ وطن کا فرض ہے۔ کہ مذہب اور ملت کی تشخیص کے بغیر حملہ آوروں کے اقدام کی مذمت کرے۔ اس کے علاوہ ہر شخص پر فرض ہے۔ کہ مصیبت زدوں سے ہمدردی کا اظہار کرے۔ امرتسر شمالی ہند کا تجارتی مرکز ہے۔ یہ امر مسلّم ہے کہ تجارت کی ترقی امن پر دارومدار رکھتی ہے۔ حال ہی کے واقعات نے امرتسر کی تجارت کو بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ ہمیں اُمید ہے، کہ امرتسر کے تمام امن پسند حضرات فرقہ دارانہ تنازعات کے متعلق نفرت و حقارت کا اظہار کریں گے۔ ہم امرتسر کے شہریوں سے ملتمس ہیں، کہ امن کو بحال کرانے میں ہر ممکن امداد کریں۔ اور مصیبت زدوں کی امداد کے لئے مشترکہ فنڈ قائم کریں“۔ اس نیک خیال پر میں امرتسر کے ہندوؤں کی تعریف کرتا ہوں۔ مگر انہیں اس سے آگے جانا چاہیئے۔ اور کھلم کھلا فسادیوں پر پھٹکار بھیجنی چاہیئے، مضائقہ نہیں خواہ وہ کوئی ہوں۔ اور مصیبت زدوں کی کھلے دل سے امداد کرنی چاہیئے۔ یہ بات پوشیدہ نہیں۔ کہ نہتھے اور بیخبر مسلمانوں پر محض مسلمان ہونے کے قصور پر کرپانوں سے اندھا دُھند حملہ کیا گیا۔ اسے انسانیت کون کہے، یہ تو صریح وحشت ہے۔ اگر ہر جگہ کثرت قلّت کے ساتھ یہی سلوک کرنے لگی تو دُنیا کے امن کے تباہ ہونے میں شُبہ ہی کیا۔ اور اس ذہنیت کی موجودگی میں کیا ہم سوراج لینے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ جبکہ ہم وحشیانہ جذبہ کی تحت ایک دُوسرے کو درندوں کی طرح کاٹ رہے ہیں۔ حالانکہ ہم یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم سب نے اسی ملک میں رہنا ہے۔ اور رہنا بھی دیوار بدیوار۔ اس مفسدانہ ذہنیت کو مٹانے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ کہ کوئی قوم بھی مفسدوں کی مدد نہ کرے۔ اگر یہ ذہنیت پیدا ہو جائے، تو آج ہی اصلاح ہو سکتی ہے ورنہ مشکل ٭

ایک بزرگ کا انتقال

یہ خبر نہایت اندوہ سے سنی جائیگی۔ کہ ۲۳ ر جون بوقت ۵ بجے شام حضرت ڈاکٹر سیّد عبدالستار شاہ صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخلص صحابی تھے، اور سیّد ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ کے والد ماجد بعمر ۷۵ سال چند روز بیمار رہ کر رحلت فرما گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ پچیس ۲۵ برس رعیہ ضلع سیالکوٹ میں سینئر سب اسسٹنٹ سرجن رہے۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں پنشن لینے کے بعد آپ قادیان تشریف لے آئے، اور مستقل طور پر یہاں ہی رہائش اختیار کر لی۔ آپ احمدیت کا قابل فخر نمونہ اور ہر ایک کے ہمدرد تھے۔ مجھے جب کبھی ملتے نہایت محبت کے ساتھ بزرگانہ پند و نصائح سے مستفیض فرماتے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑے مجمع کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔ نعش کو کندھا دیا۔ اور مرحوم بہشتی مقبرہ کے خاص قطعہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں دفن کئے گئے۔ بزرگوں کا سایہ جتنی دیر بھی خوردوں کے سر پر رہے غنیمت ہے۔ مگر وفات کا مرحلہ بھی اٹل ہے۔ صمیم قلب سے دُعا ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے، اور پسماندگان کو صبر جمیل بخشے ؞

اشاعت فنڈ

۳۰ جون کے پرچہ میں یہ دکھایا گیا تھا۔ کہ اشاعت فنڈ میں ۷۵؍ جمع ہے۔ اس کے بعد جناب بابو عبد الرزاق صاحب پوسٹ ماسٹر کیطرف سے چھ روپے موصول ہوئے۔ لہٰذا اب اکیاسی روپیہ دو آنے ہوئے۔ اس تبلیغی فنڈ سے حسب ذیل دوستوں کے نام حسب ذیل لٹریچر مفت بھیجا گیا۔ مینیجر صاحب لائبریری آف کنور سرندر بہادر سنگھ آف آٹا۔ قرآن مجید کا ہندی ترجمہ معہ محصول ڈاک تین روپیہ۔ جناب رانی صاحبہ آف لیکا سٹیٹ۔ قرآن مجید کا ہندی ترجمہ معہ محصول ڈاک تین روپیہ۔ ٹھاکر بھگوتی سنگھ صاحب پوسپور قرآن مجید کا ہندی ترجمہ معہ محصول ڈاک تین روپیہ۔ گیانی لکشمی نرائن سنگھ صاحب گوجرانوالہ بذریعہ منشی رشید احمد خان صاحب ہیڈ کانسٹیبل پوتر جیون گورمکھی ۱۰؍۔ ایک پوتر جیون بذریعہ بابو برکت اللہ صاحب پوسٹل کلرک ترنتارن۔ ایک سکھ دوست کے لئے ۱۰؍ پوتر جیون دو جلدیں دو معزز سکھوں کے لئے بذریعہ بابو محمد شفیع صاحب قریشی میانوالی ۱۲؍۔ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ اور پوتر جیون ایک سکھ مہنت کے لئے بذریعہ چوہدری حاکم دین صاحب دوکاندار قادیان ۱۰؍۔ قرآن مجید کا ہندی ترجمہ رتن گری سادھو موضع اوکی لانہ متصل علیگڑھ معہ محصول ڈاک تین روپے۔ میزان ۱۷؍۲۔ جمع ۸۱؍۲۔ باقی ۶۴؍۔ یہ عرض کر دینا بھی بے جا نہ ہوگا۔ کہ یہ بہترین اور ٹھوس تبلیغی لٹریچر اصل لاگت سے بھی کم پر دیا جا رہا ہے۔ پوتر جیون (گورمکھی سیرت) کا حجم ۵۵۰ صفحے اور ہدیہ صرف دس آنہ۔ قرآن مجید کے ہندی و گورمکھی تراجم کا حجم آٹھ سو صفحات اور سائز بڑا۔ ہدیہ صرف دو روپے۔ سیرت پر گھر کی لاگت ایک روپیہ سے کچھ زیادہ ہے۔ اور ہندی و گورمکھی ترجمہ پر گھر کی لاگت فی کاپی قریباً پانچ روپیہ ہے۔ ضرورت ہے کہ دوست یہ ٹھوس تبلیغی لٹریچر خرید کر نہایت وسیع پیمانہ پر غیر مذاہب میں تقسیم کریں۔ اگرچہ ہر ایک نیکی اپنے اندر خوبیاں رکھتی ہے مگر قرآن کریم کی مطہر تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت عالیہ اور اخلاق حسنہ سے دُور افتادہ . . . . . . لوگوں کو آگاہ کرنا یقیناً ایک جملہ نیکیوں کی سرتاج نیکی ہے اور آج تبلیغ اسلام کی جس قدر ضرورت ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ اور یہ پاکیزہ لٹریچر تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو جس احسن طریق سے پورا کر رہا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ جس قدر اس مفید لٹریچر کی زیادہ اشاعت ہوگی۔ انشاء اللہ اسی قدر غیر مذاہب میں تبلیغ کا دروازہ فراخ ہوتا جائیگا ؞

ہندو پن کیا ہے؟

۳۰ جون کا پرتاپ "سری نگر کی شورش" کے عنوان سے لکھتا ہے۔ کہ "مسلمان کسی نہ کسی طرح اس قانون کو منسوخ کروانا چاہتے ہیں۔ جو ہندو اپنا مذہب تبدیل کرے، وہ اپنے بزرگوں کی جائیداد سے محروم نہ ہو۔ . . . . دوسرے الفاظ میں وہ چاہتے ہیں کہ ہندو ریاست کا ہندو پن نشٹ ہو جائے"۔ اگر ہندو پن ایسا ہی ہے کہ وہ انسانی آزادی کے راستہ میں اس طرح حائل ہوتا ہے۔ تو پھر یہ ماننا پڑیگا۔ کہ یہ بہت تنگ دلی کا حامی ہے اور اس ذہنیت کی موجودگی میں اس ہندوستان کو آزادئ ضمیر کہاں نصیب ہو سکتی ہے۔ برخلاف اسکے اسلام جو بنی نوع انسان کو آزادی دیتا ہے۔ وہ اپنی مثال آپ ہی ہے۔ مثلاً قرآن حمید کی یہ تعلیم ہے۔ کہ لَا اِكْرَاهَ فِی الدِّیْن۔ یعنی دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں۔ ان چار الفاظ میں آزادی کے وہ عظیم الشان اصول پنہاں ہیں جس کی قدر صرف وہی کر سکتے ہیں جنہیں تاریخ مذاہب سے کچھ مس ہو۔ ان چار الفاظ میں تو اصول پیش کیا، اور ساتھ ہی چار الفاظ میں دلیل بھی فرما دی۔ تَبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ۔ یعنی اسلام کے آنے سے ہدایت اور گمراہی کے راستے اس قدر الگ اور واضح ہو چکے ہیں۔ کہ جبر کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ دونوں امور کو کھولکر دُنیا کے سامنے رکھدیا۔ من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر۔ جو چاہے راہ راست اختیار کرے، اور محفوظ ہو جائے۔ اور جو چاہے گمراہی اختیار کرے، اور ہلاکت خریدے ؞

مسلمانوں کے لئے سبق

۳۰ جون کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "۲۸ جون کو آریہ سماج سنت نگر لاہور کے ہفتہ وار جلسہ میں لال چند کو جو کہ دس برس کی عمر میں مسلمان ہو گیا تھا۔ اب اس کی عمر تیس برس کی ہے مع اس کی بیوی کے جو کہ جنم کی مسلمان ہے شدھ کیا گیا ہے۔ شدھی کیوقت سنت نگر کی سنگھ سبھا اور سناتن دھرم سبھا نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا"۔ غور کرو سکھوں، سناتنیوں، اور آریوں کے اصولوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آریہ ویدوں کے قائل اور سکھ ویدوں کے منکر۔ آریہ بت پرستی سے بیزار اور سناتنی بتوں کے پرستار۔ مگر باوجود اس بُعد عظیم کے پھر بھی مسلمانوں کے مقابلہ میں سکھ، سناتنی، آریہ ایک ہیں مسلمانوں کا کعبہ ایک، رسول ایک، کلمہ ایک، کتاب ایک مگر ایک فرقہ کا کیا ہوا مسلمان دوسرے فرقہ کے نزدیک مسلمان ہی نہیں۔ یعنی کافر کا کافر۔ پھر مسلمان روتے ہیں کہ یہ دن بدن ادبار اور ذلت کی طرف جا رہے ہیں بھلا ایسی ذہنیت کی موجودگی میں وہ ادبار کیطرف نہ جائیں تو اور کس طرف، ترقی کا راز قومی وحدت اور اتفاق میں ہے۔ خدا مسلمانوں کو سمجھ دے۔ ورنہ مجھے اندیشہ ہے۔ کہ کہیں اس سے بھی زیادہ رسوائی سے انہیں دوچار ہونا پڑے۔ خدا کسی کا دوست نہیں خدا اسی کا حامی ہے جو اسکے فرمودہ اصولوں پر عمل کرتے ہیں مضائقہ نہیں خواہ وہ کوئی ہوں ؞

مسلمانوں کی وسیع القلبی

آٹھ جولائی کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "جب کلکتہ کارپوریشن مسٹر داس کے ہاتھ میں آیا تو کئی مسلمان ان کے ساتھ مل گئے اور بنگال لیجسلیٹو اسمبلی میں بھی ان کا ساتھ دیتے رہے" اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان ہر اس شخص کو خوش آمدید کہنے کے لئے تیار ہیں۔ جو دل کی صفائی کا ثبوت دے۔ اگر دوسرے ہندوؤں کی ذہنیت بھی مسٹر داس آنجہانی کیطرح ہو جائے تو مسلمان ان کے ساتھ بھی ایسا ہی تعاون کرنیکے لئے تیار ہیں۔ لہٰذا واجب ہے کہ پرتاپ بجائے اسکے کہ وہ مسلمانوں پر گلہ کرے۔ اُسے آریہ سماج اور ہندو مہا سبھا وغیرہ کو یہ تلقین کرنی چاہیئے۔ کہ وہ اپنی ذہنیت کی اصلاح کریں۔ اسکے بعد یقیناً وہ مسلمانوں کو اپنا بہترین دوست پائینگے ؞

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی تین نہایت گندی چٹھیوں کا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی طرف سے جواب

اور

شیخ صاحب کا جماعت سے اخراج

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا حسب ذیل اعلان جماعت احمدیہ کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے (ناظر امور عامہ سلسلہ احمدیہ)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
خدا کے فضل اور رحم کیساتھ
ھُوَ النَّاصِرُ

مکرم شیخ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کے تین خط ملے پہلے خط کا مضمون اسقدر گندہ اور گالیوں سے پُر تھا۔ کہ اس کے بعد آپ کی نسبت یہ خیال کرنا۔ کہ آپ بیعت میں شامل ہیں۔ اور جماعت احمدیہ میں داخل ہیں۔ بالکل خلاف عقل تھا۔ پس میں اس فکر میں تھا۔ کہ آپ کو توجہ دلاؤں۔ کہ آپ خدا تعالیٰ سے استخارہ کریں کہ اس عرصہ میں آپ کا دُوسرا خط ملا۔ جس میں فخر الدین ملتانی صاحب کی طرف سے معافی نامہ بھجوانے کا ذکر تھا۔ میں اس معافی نامہ کی انتظار میں رہا۔ مگر وہ ایک غلطی کی وجہ سے میری نظر سے نہیں گزرا۔ اور کل دس گیارہ بجے اس کا علم ہوا۔ اور اسی وقت ان کو اس کی اطلاع کر دی گئی۔ اس کے چند گھنٹہ بعد آپ کا تیسرا خط ملا۔ کہ اگر چوبیس گھنٹہ تک آپ کی تسلّی نہ کی گئی۔ تو آپ جماعت سے علیحدہ ہو جائینگے۔ سو میں اس کا جواب بعد استخارہ لکھ رہا ہوں۔ کہ آپکا جماعت سے علیحدہ ہونا بے معنی ہے۔ جب سے آپ کے دل میں وہ گند پیدا ہوا ہے۔ جو آپنے اپنے خطوں میں لکھا ہے۔ آپ خُدا تعالےٰ کی نگاہ میں جماعت سے خارج ہیں۔ خدا تعالیٰ اب بھی آپ کو توبہ کی توفیق دے۔ پھر جب سے آپ نے میرے خط میں ان خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اسی وقت سے آپ جماعت سے میری نگاہ میں بھی الگ ہیں۔ لیکن اگر آپ کو میری تحریر کی ہی ضرورت ہے۔ تو میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں۔ کہ آپ خدا تعالےٰ کے نزدیک تو ان خیالات کے پیدا ہونے کے دن سے ہی جماعت احمدیہ سے خارج ہیں۔ اور ان خطوط کے بعد جو حال میں آپ نے مجھے لکھے ہیں۔ میں بھی آپ کو جماعت سے خارج سمجھتا ہوں اور اس کا اعلان کرتا ہوں ؂

آپ نے مجھے بہت سی دھمکیاں دی ہیں۔ میں ان کا جواب ابھی کچھ نہیں دیتا۔ میرا معاملہ خُدا کے سپرد ہے۔ اگر میں اُس کا بنایا ہُوا خلیفہ ہوں۔ اگر وہ الہامات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو میرے بارہ میں ہوئے ہیں۔ اور وہ بیسیوں خوابیں جو اس بارہ میں مجھے آئی ہیں اور وہ سینکڑوں خوابیں جو دُوسروں کو آئی ہیں۔ درست ہیں۔ تو خُدا تعالیٰ باوجود آپ کے ادّعاء رسُوخ و اثر کے آپ کو ناکام کریگا۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ؂

خاکسار مرزا محمود احمد (۲۴ جون ۱۹۳۷ء)

فخر الدّین مُلتانی کا اخراج

قادیان ۲۷ جون کل سات بجے صبح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت مسجد اقصےٰ میں مقامی جماعت کا ایک عظیم الشان اجتماع ہوا جس میں حضور نے نہایت تفصیل کے ساتھ فخر الدین ملتانی کے اخراج از جماعت کے متعلق وجوہات بیان فرمائے۔ اور اسنے اپنے تحریری بیان میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ اور نظام سلسلہ کے متعلق جو غلط بیانیاں کی ہیں۔ ان کی تردید میں متعلقہ اصحاب کی حلفیہ شہادات پیش فرمائیں۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب۔ خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب۔ جناب سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ جناب سید عزیز اللہ شاہ صاحب مولٰینا عبدالرحیم صاحب نیّر۔ شیخ محمود احمد صاحب عرفانی۔ جناب مولوی محمد الدین صاحب۔ جناب شیخ بشیر احمد صاحب۔ سیّد منظور علی شاہ صاحب۔ مولوی تاج الدین صاحب۔ مولوی عبدالاحد صاحب۔ ماسٹر غلام حیدر صاحب۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب اعجاز۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور اور مولوی ظفر محمد صاحب نے حلفیہ بیانات دیئے۔

آخر میں حضور نے خلافت سے کامل وابستگی کو تمام کامیابیوں کی جڑ ثابت کیا۔ اور نہایت مؤثر الفاظ میں دُعاء فرمائی۔ پونے گیارہ بجے تقریر ختم ہوئی ؂

ہندوستان میں اشاعتِ اسلام

اگر اس زمانہ کا کوئی اعلیٰ ترین مدبر ہندوستان کے لئے عرب سے کوئی ایسا سیدھا راستہ نکالنا چاہتا، جس سے سمندر کا چھوٹے سے چھوٹا راستہ پڑتا ہو۔ اور اس آباد منڈی سے لیکر حرمین تک کا سارا راستہ ایک ہی قوم ایک ہی مذہب اور ایک ہی زبان بولنے والوں کے قبضہ میں ہو۔ تو وہ بصرہ کے سوا اور کسی مقام کا انتخاب نہیں کر سکتا تھا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رض نے انہی خصوصیات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے بصرہ کو اس مقام پر آباد کیا۔

عہد فاروقی میں عرب نے سمندر کو عبور نہیں کیا۔ تاہم بصرہ کی منڈی کو مرکز قرار دیتے ہوئے مُسلمانوں نے مشرقی سائبیریا تک کو اپنی جولان گاہ بنانے میں خاصی کامیابی حاصل کر لی تھی۔

امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی خلافت کے آغاز ہی میں بحری بیڑہ بنانے کی فوری ضرورت محسوس ہوئی۔ یہ ضرورت اضطراری بھی تھی۔ ان کو صحیح اطلاع مل گئی تھی۔ کہ وہ یروشلم (بیت المقدس) جسے مسلمان عہد فاروقی میں خشکی کی راہ سے فتح کر چکے ہیں۔ اب اسے بحری راستہ سے فوج کشی کر کے شاہ روما واپس لینا چاہتا ہے۔

امیر المومنین رض نے بحری بیڑہ قائم کیا۔ مکہ کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سابق بندرگاہ شعیبہ تھا۔ وہ تنگ اور جدید بیڑہ کیلئے غیر مکتفی تھا۔ اسلئے جدہ کو بندرگاہ بنایا۔ پھر مدینہ کے لئے بھی جدہ اور مصر کے درمیان ایک جدید بندرگاہ تجویز کیا۔ جو اب ینبوع کے نام سے نامزد ہے۔ مدینہ سے ینبوع تک جو خشک راستہ ہے۔ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ملاحظہ فرما چکے تھے۔

امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کا قائم کردہ بیڑہ تین ہی سال کے اندر ایک زبردست بحری بیڑہ بن گیا۔ اس نے کریٹ اور مالٹا اور طرابلس مغربی کو (جہاں پر ہرقل اپنی بحری طاقت حجاز و فلسطین و مصر کے خلاف فراہم کر رہا تھا) فتح کر لیا۔

بیڑہ کی کامیابی نے بحری سفائن بر دجلہ فرات کا راستہ کھول دیا۔ اور قریش کے بڑھے ہوئے ارادوں نے بصرہ سے سواحل ہندوستان کیطرف جوارٍ کالاعلام کا سلسلہ قائم کر دیا۔ یہ لوگ بصرہ سے کراچی و سورت ہوتے ہوئے اپنے جہاز ملیبار تک لایا کرتے تھے۔ یہ جہاز اندرون بحر میں داخل ہونے سے اجتناب کرتے اور سمندر کے کنارے کنارے چلایا کرتے تھے۔ لہذا بہت سے مقام ان کے قیام و آرام کا نشیمن بن گئے تھے۔ اور ان کے تعلقات روز افزوں ترقی کے ساتھ بڑھ رہے تھے۔

۲۔ ان جہاز رانوں کی تعداد آہستہ آہستہ بڑھتی رہی۔ اور ان کی دولت و تمول کی داستان بھی مبالغہ کے ساتھ ملک میں پھیلنے لگ گئی۔ حتیٰ کہ حکمران سندھ نے ان کو دق کرنا شروع کر دیا۔ پھر ان پر بھاری بھاری ٹیکس لگائے۔ اور ان کی کھلی تجارت پر بیجا قیود کا اضافہ کیا۔ اور پھر جور و ستم یہاں تک بڑھ گیا۔ کہ کئی دفعہ جہازوں کو لوٹا گیا۔ اور معزز تاجروں کو مزید جرمانہ و تاوان کیلئے محبوس رکھا گیا۔ یہ واقعات عبد الملک اموی کے عہد سلطنت کے ہیں۔

عبد الملک بھی قریشی ہی تھا۔ وہ تجارت کی قدر و قیمت کو سمجھتا تھا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ اپنی قوم کے تاجروں کی اگر وہ حفاظت نہ کریگا۔ تو خود اس کا تخت معرض خطر میں آجائیگا۔ لہذا اس نے اپنے گورنر بصرہ و کوفہ یوسف بن حجاج ثقفی کو تادیبی مہم روانہ کرنے کا حکم دیا۔

یوسف حجاج اگرچہ ظلم کا پتلا تھا۔ لیکن امور خارجہ میں وہ زبردست مدبر تھا۔ اس نے محمد بن قاسم رح کو نہایت بہادر اور ساز و سامان سے مکمل لشکر کے ساتھ سندھ روانہ کیا۔ اس لشکر کشی کا مقصد صرف تادیب اور بحری خطرات کو اسلامی تجار کے سامنے سے ہٹا دینا تھا۔

محمد بن قاسم نے داہر راجہ کا ملک ایسی سرعت سے فتح کر لیا۔ کہ اطراف و جوانب کی حکومتوں پر رعب چھا گیا۔ اس نے سب سے معاہدات کئے۔ اور مفتوحہ ملک کا انتظام انہی کے ہاتھ میں چھوڑ کر وطن کو واپس چلا گیا۔ جانے سے پیشتر اس نے ملتان کو مرکز اشاعت اسلام بھی مقرر کر دیا تھا۔ اس مرکز میں آہستہ آہستہ کام ہوتا رہا۔

عمر بن عبد العزیز اموی نے جو نیک اور صالح حکمران اور مجدد مائۃ اول کے لقب سے ملقب تھے اپنی خلافت کے ایام میں حکمران سندھ کو دعوت اسلام دی۔ فرامین بھیجے۔ اور اس نیک بادشاہ کے فرامین نے سینکڑوں اشخاص کو ایمان اور عمل صالح کا آشنا بنایا۔

یہ جملہ واقعات پہلی اسلامی صدی کے ہیں۔ بحری تجارت کے کھل جانے کے بعد عرب تجار کی آمد و رفت جنوبی ہندوستان تک بکثرت ہو گئی تھی۔ انہوں نے مالابار کو تجارت نیز اشاعت کا مرکز بنایا۔ اور جزائر لکادیب و مالدیب تک اسلام کو ایسی خوبی سے پہنچایا۔ کہ وہاں کا راجہ بھی مسلمان ہو گیا۔

عرب سوداگر نو مسلمہ عورتوں کو اپنی خاندان کی خواتین کا درجہ دے کر ان سے ازدواج کر لیتے تھے۔ اور خویشی و قرابت کے نتائج اشاعت دین میں بھی ممد و معاون بن جاتے تھے۔ ان مسلمان تجار سے ہندو مہاراجگان عموماً خوش رہتے تھے۔

(۱) اس لئے کہ ان کی تجارت بہبودئ ملک و ترقی مردم شماری اور افزونی دولت کا سبب تھی +

(۲) نیز اس لئے کہ یہ تجارت ملک کے اندرونی انتظام یا مراسم میں ذرا بھی مداخلت نہ کرتے تھے +

طرفین کی یہ سلامت روی اسلام کو اس نواح میں زیادہ روشناس کر رہی تھی۔

۳۔ دوسری ہجری میں اسلام جزیرہ سیلون تک اسلامی سیاحوں کے دم قدم سے پہنچ گیا۔ ایسے سیاحین میں شیخ شریف بن ملک اور ان کے برادر خورد ملک بن دینار زیادہ ممتاز ہیں۔ انہی کی ہدایت سے راجہ مسلمان ہوا۔ اور مسلمان ہوتے ہی حج کو روانہ ہو گیا۔ اور عرب ہی میں واصل بحق ہوا۔

اس کی آخری وصیت کی تکمیل اس کے جانشینوں نے پوری صداقت سے کی اور مسلمان مبلغین کو منگلور مانگور۔ کنجر کوٹ وغیرہ میں تبلیغ کرنے اور مساجد بنانے کی اجازت دے دی۔ یہی وہ زمانہ ہے۔ جب موپلا قوم کے باشندے بھی داخل اسلام ہوئے تھے۔

۴۔ اس طرف کے دلچسپ حالات کو چھوڑ کر اب ہم شمال مغربی ہند کی سرحد کی بابت کچھ بیان کرنا چاہتے ہیں۔

چوتھی صدی ہجری کے شروع تک ہندوستان کے اس سرحدی علاقہ پر اشاعت اسلام کے آثار نمایاں نہ تھے۔ یہ سچ ہے۔ کہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد (۳۳ھ ہجری) میں اسلام کے قدم خراسان و ماوراء النہر میں استحکام کے ساتھ جم گئے تھے۔ یہ سچ ہے کہ کابل کو بھی عبد الرحمن قریشی العبشمی رضی اللہ عنہ (المتوفی ۵۱ھ ہجری) نے ۲۳ھ ہجری میں اپنی تبلیغ و انذار سے حلقہ بگوش اسلام کر لیا تھا۔ تاہم خاص حدود ہند پر اسلامی آثار ہنوز نمودار نہ ہوئے تھے۔ ۳۳ھ ہجری کے بعد اسلام بتدریج ان اقوام میں پھیلتا رہا۔ جو آج بھی آزاد اقوام کے نام سے مشہور ہیں۔

خراسان سے آگے بڑھ کر اسلام غزنی میں پہنچا۔ اور غزنی میں آل سبکتگین کی سلطنت قائم ہونے سے ان لوگوں کا مذہبی مرکز غزنی بن گیا۔

۵۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان آزاد قبائل پر مہاراجہ لاہور کو اخلاقی سیادت یا خیالی استحقاق حکومت حاصل تھا۔ مہاراجہ نے ان آزاد قبائل میں مذہبی انقلاب کو اپنے پولیٹیکل حقوق سے متناقض خیال کیا۔ اس نے اسلامی تحریک کو نابود کر دینا اور غزنی کو جو ان اقوام کا مذہبی مرکز بن رہا تھا۔ فتح کر لینا ضروری سمجھا۔ جن ریاستوں کا لاہور سے اتحاد تھا۔ انہوں نے بھی ساتھ دیا۔ اور درہ خیبر کی راہ سے چڑھائی کر دی گئی۔ سبکتگین زندہ تھا۔ وہ اس جرار لشکر کا مقابلہ کرنے کی نہ طاقت رکھتا تھا۔ اور نہ مقابلہ کے لئے کچھ تیاری کا موقعہ ہی ملا تھا۔ حملہ آور لشکر بلا تکلف اس سلسلہ کوہ ہی تک بڑھتا چلا گیا بعد میں کوہ ہندوکش کے نام سے مشہور ہوا۔ بظاہر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نظر آتا تھا۔ کہ یہ جرار لشکر غزنی کی نوخیز حکومت کو ملیامیٹ کر دیگا۔ اور اپنے دلی ارادوں کے موافق پوری کامیابی کے ساتھ واپس ہوگا۔ لیکن آسمانی برف و تگرگ نے حملہ آور قومی دشمن پر حملہ کر دیا۔ ان افواج نے کبھی برف و تگرگ سے جنگ نہ کی تھی۔ لہذا ہزاروں مارے گئے۔ ہزاروں بے کار ہو گئے۔ سینکڑوں قید ہوئے۔ انہیں خود راجہ بھی شامل تھا۔

بعد ازاں راجہ کے ساتھ معاہدہ صلح کیا گیا۔ اور تاوان جنگ کا تعین ہؤا۔ راجہ کو لاہور جانے کی اجازت دی گئی۔ اور چند افسر دربار غزنی سے وصولی تاوان جنگ کے لئے ہمراہ دیئے گئے۔ اور دار السلطنت میں پہنچ کر راجہ نے معاہدہ کو ردی کاغذ کا پرزہ قرار دیا۔ اور ان افسروں کو قید کر دیا۔

یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ مسلمانوں میں ہندوستان کا رخ کرنے کے لئے جوش پیدا ہؤا۔ وہ صرف یہ چاہتے تھے کہ اپنے قیدیوں کو آزاد کر سکیں۔ اور حملہ آور دشمن کا انسداد بھی ہو جائے۔ تاریخ ہندوستان میں اس حرکت کا نام محمود کا پہلا حملہ لکھا گیا ہے۔

دربار غزنی اپنے حملہ کی صحت کو باور کرتا تھا۔ وہ اپنے افسروں کو قید سے چھڑانا اخلاقاً و قانوناً فرض سمجھتا تھا۔ اور فریق ثانی کو معاہدہ پر پابند کرنا اپنی حیات و ممات کا مسئلہ جانتا تھا۔ لہذا وہ ایسے جوش سے بڑھے جو مدافعت کرنیوالوں میں مفقود تھا۔ نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ محمود کامیاب ہو گیا۔ اُس نے اپنے افسروں کو بھی رہا کرایا۔ تاوان جنگ بھی وصول کیا۔ اور معاہدہ شکن راجہ کو گدی سے اُتار دیا۔ اور اُسی کے خاندان کے قریب ترین شخص کو مسند حکومت پر بٹھلا کر واپس چلا گیا۔

۶۔ محمود کے دوسرے حملوں کی نسبت کچھ اس مضمون کی حدود سے باہر ہے۔ لیکن جو طالب علم واقعات تاریخی کو اسباب و علل پر منحصر سمجھتے ہیں۔ انہیں یہ بتا دینا ضروری ہے۔ کہ آج تاریخ نگاری کے لئے یہ فن اصل الاصول بن گیا ہے۔ اور ہر ایک محقق اسی اصول پر چلتا ہؤا صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ لہذا ضروری ہے۔ کہ اول ایک فہرست ان حکمرانوں کی تیار کر لی جائے جو لشکر لاہور کے حملہ اولین میں شامل تھے۔

نیز ایک فہرست ان حکمرانوں کی تیار کر لی جائے۔ جو محمود کے پہلے حملہ کے وقت حکمران لاہور کی امداد کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ہر دو فہرست کو سامنے رکھ کر وہ غور کریں۔ کہ محمود کا کوئی ایسا حملہ بھی ہے؟ جس میں ان ایلائز (متحدین) کا تعلق نہ ہو۔

۷۔ الغرض یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ صوبہ شمال مغرب کے ہندو مسلمانوں سے، اور سرحد پار کے مُسلمان اس روئے دریائے انڈس کے باشندوں (ہندوؤں) سے واقف ہوئے۔ دونوں قوموں کی آمد و رفت کے لئے شاہراہ اعظم کھُل گیا ہندوؤں کے بہت سے خاندان تجارت کے لئے سرحد پار گئے۔ اور آج تک ان کی بقایا نسل وہاں موجود ہے۔

اسی طرح مُسلمانوں کی شریف ترین نسلوں کے سینکڑوں خاندان پنجاب میں آئے اور آباد ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ان شریف اقوام کی آبادی پنجاب میں بمقابلہ دیگر صوبہ جات بڑھی ہوئی ہے۔ باہمی تعلقات کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ اسلام اس علاقہ میں پھیل گیا۔

۸۔ ہم نے محمدؐ بن قاسم کے تذکرہ میں ملتان کا ذکر کیا تھا۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ محمود کے سب حملے ہنود ہی کے خلاف نہ تھے۔ ملتان پر اس کا حملہ ایک مسلمان حکمران کے خلاف تھا۔ اور یہ حملہ خاص خلیفہ بغداد کے حکم کے تحت میں تھا۔ کیونکہ قرامطہ نے ملتان کو اپنی بدعات کا نیز خلیفہ کے خلاف بغاوت کا مرکز بنا رکھا تھا۔

ان تصریحات بالا سے ایک متجسس کو پتہ لگ جائیگا۔ کہ محمود کے حملوں سے پیشتر سندھ اور ملتان میں۔ نیز بمبئی اور مدراس کے سواحل پر اسلام پھیل چکا تھا۔ اور بنگال سے سراندیپ تک اشاعت و دعوت کا کام کامل صلح اور حقیقی آشتی کے ساتھ ہو رہا تھا۔

۹۔ اس قدر حوالہ جات کے بعد اندرون ملک میں اشاعت اسلام کی وجوہات کا معلوم کر لینا بالکل سہل ہو جاتا ہے + درخیبر کی سڑک سے جو ہندوؤں اور مسلمانوں نے حملہ کے لئے تیار کر دی تھی۔ داعیان اسلام بھی ترکستان، غزنی۔ ہرات۔ کابل۔ بخارا۔ ایران سے ہندوستان میں آئے۔ اور انہوں نے اپنے اعلیٰ اوصاف۔ برتر بن اخلاق صداقت اور دیانت سے وہی درجہ حاصل کر لیا۔ جو اس ملک کے باشندگان کے دل میں معزز جوگیوں سنیاسیوں۔ باکمال پنڈتوں۔ اور مرتاض زاہدوں کا تھا۔

مناسبت مقام سے مَیں اس جگہ چند بزرگوں کا جو داعیان اسلام کی حیثیت رکھتے ہیں ذکر کرونگا:۔

الف۔ سنام میں ایک پیر صاحب معروف "پیر بنانبوی" کی قبر ہے۔ یہاں کے مجاور کا بیان ہے۔ کہ یہ حضرت شریف زندنی کے خلیفہ تھے۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو ان کے ورود کا زمانہ بالضرور محمود سبکتگین کے حملہ سے پیشتر کا ہے +

ب۔ مخدوم علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جو عوام کی زبان پر داتا گنج بخش کے نام سے مشہور ہیں۔ لاہور میں پانچویں صدی میں پہنچ گئے تھے۔ اور ان کی تبلیغ سے پنجاب کے نومسلموں کا سلسلہ دامان کوہ شوالک اور ملتان تک پہنچ گیا تھا +

ج۔ سید اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ شہاب الدین غوری کے حملہ اوّل سے پیشتر آئے تھے۔ اور انہوں نے لاہور میں ٹھیر کر تبلیغ کو بہت زیادہ وسعت دی تھی +

د۔ شیخ بہاء الدین ملتانی جو شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے ہیں۔ بدعات قرامطہ کے زائل کرنے اور اسلام حقہ کی اشاعت کرنے میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔

س۔ سید معین الدین حسن سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۔ رجب ۶۳۲ سنہ ہجری) وہ بزرگ ہیں جنہوں نے یوپی۔ راجپوتانہ۔ دکن۔ بہار میں تنظیم کے سلسلہ میں تبلیغ کو شروع کیا +

و۔ ان کے مرید خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ربیع الاول ۶۳۵ سنہ ہجری) دہلی میں خود خواجہ صاحب اجمیر میں اس تنظیم کی نگرانی کرتے تھے +

ح۔ قطب صاحب کے خلیفہ بابا فرید شکر گنج فاروقی (المتوفی ۶۶۸ سنہ ہجری) نے پاک پٹن کو اپنا مرکز بنایا۔ اور اپنے تین مشہور خلفاء کو تین مشہور مقامات میں ٹھیرا کر خواجہ بزرگ کے طریق کو محکم و مضبوط کیا:۔

(۱) حضرت نظام الدین اولیاءؒ دہلی میں۔

(۲) مخدوم علی صابرؒ رُڑکی میں۔

(۳) قطب جلال الدینؒ صاحب صوبہ آگرہ میں۔

ط۔ سلسلہ نظامیہ میں سید محمدؐ گیسو دراز وہ بزرگ ہیں جنہوں نے دکن میں ٹھیر کر پونا کو اسلام سے روشناس کرایا۔ اور سید یحیٰی منیر نے اودھ کو صداقت اسلام کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا پیرو کیا +

ان بزرگوں اور ان کے اشباہ دیگر بزرگان دین کو بعض اوقات مسلمان بادشاہوں کی بدگمانی کا ہدف اور مبتلائے مصائب بھی ہونا پڑا۔ لیکن اللہ کے بندے للٰہیت کے ساتھ اس کام میں برابر مشغول رہے +

ی۔ مخدوم جہاں جہانیاں گشت کے کارنامے آج تک سکھر زمیں کو یاد ہیں +

ک۔ کاشمیر میں اشاعت اسلام سید علی ہمدانی اور درویش بلبل شاہ کی خدمات کا نتیجہ ہے +

ل۔ بہتر ہے کہ ایک چشم دید شہادت بھی لکھ دوں۔ شیخ عبید اللہ صاحب ولد دیوان گوڈمل صاحب اپنی ذاتی تحقیقات سے مسلمان ہوئے۔ اور ہزاروں روپیہ کے مکانات و اراضیات زرعی و سکنی حقوق کو جو ریاست نابھ و پٹیالہ میں ان کو حاصل تھے۔ ترک کیا اور اشاعت اسلام میں کمربستہ ہوگئے۔ مرحوم مذہباً اہلحدیث تھے۔ ان کے کام میں بدعتی لوگ بھی حارج تھے۔ تاہم ۴۷ سال متواتر تبلیغ کرتے ہوئے مرحوم نے یکم رمضان ۱۳۱۰ھ ہجری کو انتقال فرمایا۔ رحلت سے پیشتر قریباً ۳۷۵ خاندانوں کو مشرف باسلام کر چکے تھے۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ +

۱۰۔ اب اس مضمون پر غور کرنیوالے کو مکرر توجہ کرنا چاہیئے۔ کہ بصرہ سے مالابار و سراندیپ تک کا علاقہ اسلام سے مستفیض ہو رہا تھا۔ اور ہندوستان میں اسلامی حکومت کا قیام اس سے تقریباً پانچ صدیوں کے بعد ہوا تھا۔

اسلام بنگال اور مدراس میں ترقی پذیر تھا اور یہ علاقہ اسوقت ہندو خود مختار حکمرانوں کے ماتحت تھا۔ اور یہ مسلّمہ ہے۔ کہ اس طرف کوئی مسلمان حملہ آور نہ پہنچا تھا۔

بنگال و مدراس میں اسلام نہ صرف رعایا ہی میں دل پسند ہو رہا تھا۔ بلکہ ہندو راجے خود بھی متعدد مقامات پر مسلمان ہوئے تھے۔ اور اس بے تعصبی اور آزادیٔ رائے کے ساتھ کہ مسلمان راجہ کا جائز جانشین ہندو رہ کر اس کے بعد مسند آرائے حکومت ہوتا تھا۔

جب دعوت کی تاثیر اور اشاعت کے حالات حسب صراحت بالا ہیں۔ تو نتیجہ صاف ہے۔ کہ پنجاب اور یوپی میں اشاعت بھی انہی اصول پر ہوئی۔ اور یہ اشاعت مسلمان بادشاہوں کی صنایات کی ہرگز رہین منت نہیں خصوصاً جبکہ ملتان سندھ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ تو عرب سے آنے [illegible] کے لئے یہی راستہ شاہراہ اعظم تھا۔ جو سندھ۔ ملتان۔ بٹھنڈہ۔ حصار ہوتا ہوا دہلی کو جاتا تھا + (از مقالہ جناب منصورپوری)

گھریلو عام اشیاء سے سب امراض کا علاج

لال مرچ

لال مرچ ہر گھر میں ہر وقت رہتی ہے۔ اور ہندوستان کے اکثر حصوں میں یہ بہت زیادہ کھائی جاتی ہے۔ دکن کیطرف اور دہلی سے آگے شمالی ہندوستان میں بھی اس قدر رواج ہے۔ کہ ایک پنجابی کو کھانا کھانا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ پنجاب میں ویسے ہی کم رواج ہے۔ مرچ سرخ بلغمی مزاجوں کو مفید پڑتی ہے۔ بلغم کو چھانٹتی ہے۔ بھوک کو تیز کرتی ہے۔ بادی بڑھنے نہیں دیتی۔ بلغمی دردوں کو نافع ہے۔ بگڑی ہوئی ہوا و پانی کے خراب اثر کو کم کرتی ہے۔ مگر گرم خشک ہونے سے گرم مزاجوں کو موافق نہیں پڑتی۔ اور گھی کے بغیر تو زیادہ خراب ہوتی ہے۔ یہ ویریہ اور خون کو سکھاتی ہے۔ اور باہ کو کم کرتی ہے۔ خاص کر جب کہ کافی گھی یا شہد ہی ساتھ نہ کھایا جائے۔ مگر بوڑھوں کو اکثر موافق آتی ہے۔ رُچی پیدا کرتی ہے۔ بیج کے بغیر مرچ تیز نہیں رہتی۔ یہ مرچ کی بات بطور غذا کے ہوئی۔ اگر بطور دوا کے دیکھا جاوے۔ تو یہ ایک سولہ آنہ مفید دوائی ہے۔ جو ہر وقت گھر میں موجود ہے۔

دیکھیئے!

(۱) مرچ سرخ کو برابر ہموزن گوڑ میں ملا کر گولی چنا برابر بنا رکھیں۔ ایک گولی گرم پانی سے چند بار کھلائیے۔ درد پیٹ کو بند کرتی ہے +

(۲) مرچ سرخ ایک تولہ۔ مغز بادام ۵ تولہ۔ مصری کوزہ ۶ تولہ۔ سب کو ملا کر چھوٹی گولیاں بنا کر رکھ لیں۔ آواز بیٹھ جانے پر اس کو چوسنا چاہیئے۔ اگر بلغم سے گلا بیٹھا ہے تو جلدی کھلے گا +

(۳) کونین اور مرچ دونوں برابر وزن ملا کر دو دو رتی کی گولیاں بنا کر رکھ لیں۔ ملیریا خاصکر تپ تیہ کے بخار کیواسطے

(۴) تپ تیہ بخار کی باری آنے سے ایک گھنٹہ پہلے اگر صرف ۵ یا ۷ مرچ ہی پیس کر ہاتھ کی درمیانی انگلی کو باندھ کر انگلی دو گھنٹہ تک پانی میں رکھیں یا پانی سے تر بتر رکھیں۔ تو بخار نہیں آتا ہے +

(۵) مرچ سرخ کو پیس کر شہد میں ملا کر بچھو کاٹے کے ڈنگ پر لیپ کرنے سے زہر مٹ جاتا ہے۔ درد دور ہوتی ہے +

(۶) مرچ لال ایک تولہ کے بیج۔ ہینگ بریاں ۲ تولہ۔ کافور ۶ ماشہ۔ افیون ۶ ماشہ کو پیس کر گولی مونگ برابر بنا رکھیں۔ ہیضہ کے واسطے یہ گولی بے نظیر ہے۔ ایک ایک گولی حسب ضرورت دو دو یا تین تین گھنٹہ کے بعد چند بار دینی ہوگی۔ مگر فوراً شروع میں نہ دیویں۔ جب دست کم زور ہونے لگیں تب دیویں +

(۷) لال مرچ کے بیج۔ ہینگ۔ زیرہ برابر وزن کی گولیاں بھی ہیضہ میں مفید ہیں۔ اجیرن و ہیضہ میں شروع سے دی جاسکتی ہیں +

(۸) لال مرچ کے بیج کا پتالی جنتر سے تیل نکال لیں سوزاک کے مرض کے واسطے یہ تیل بہت مفید ہے۔ ابریشم کی راکھ بنا کر رکھ لیں۔ ایک ماشہ میں ۳ بوند روغن مرچ ملا کر پانی سے کھلا دیویں۔ پیپ کو بند کریگی۔ ویسے مریض سوزاک یا بواسیر کو غذا میں سرخ مرچ نہیں کھانا چاہیئے۔ ہاں اسبغول کی بھوسی پر ۳ بوند ڈال کر کھلایا جاوے۔ تو سوزاک کی جلن اور گرمی کے موتر کرچھ کو بھی نافع ہے +

(۹) اگر کتا کسی کو کاٹ جائے۔ لال مرچ کوٹ کر فوراً وہاں لیپ کرنا چاہیئے۔ زہر کو مارتی ہے +

(۱۰) مرچ سرخ ایک تولہ پانی ۲ پاؤ میں اُبال کر اسکے غرارے کرنے سے منہ و گلے پکنے کو فائدہ ہوتا ہے خاص کر جب کہ بادی بلغم سے ہو +

(۱۱) مرچ سیاہ۔ ریوند چینی۔ چینی۔ سونٹھ۔ سونف۔ برابر وزن پیس کر گولی جنگلی بیر برابر بناویں۔ گرم پانی سے یہ گولی قوت ہاضمہ بھوک کو بڑھاتی ہے۔ اور قبض کشا ہے۔ دائمی قبض میں آنتوں کو طاقت دیتی ہے +

(۱۲) جب گلے کا کاگ گرا ہو۔ یا تالو کی چھت ڈھکی ہو جسکو تالو پڑنا کہتے ہیں۔ تو مرچ کو منہ میں رکھنا چاہیئے۔ جو تھوک آوے۔ وہ گرا دینا چاہیئے +

(۱۳) روغن مرچ سرخ مندرجہ بالا تین بوند ا ماشہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شکر سفید میں ملا کر کھلانے سے خونی دستوں کو نافع ہے۔ بھوک بھی بڑھتی ہے ؛

(۱۴) گرمیوں میں بدن پر جو پیتی نکلتی ہے۔ اُس پر یہ تیل تھوڑا ملنے سے آرام آجاتا ہے ؛

(۱۵) بچھو کاٹے پر جبکہ ٹھنڈی ہوا مریض کو اچھی لگتی ہو۔ اِسی تیل کو لگانا چاہیئے ؛

(۱۶) اگر قبض کا ایسا سُدّہ پڑا ہو۔ کہ جلاب اور دوائی بھی اثر نہ کرتی ہو۔ یعنی بڑھی آنتوں کی سنکچن شکتی نہ ہو۔ تو صرف لال مرچ کا سفوف ۶ ماشہ پانی سے پھکا دینے سے سُدّہ کھُل جاتا ہے ؛

ایک بار ایک شخص کو کئی جلاب کی ادویات دی گئیں۔ دست نہ آتا تھا۔ پیٹ ادویات اور کاڑھوں سے بھرا ہوا پھٹا جاتا تھا۔ اس شخص کو ایک پُڑیہ سفوف سُرخ مرچ کھلانے سے بڑی آنت کی سنکچن شکتی زور میں ہوئی۔ اور یکایک ایک سخت سُدّہ نکل گیا۔ جس کے بعد خود بخود اتنے اسہال ہوئے۔ کہ توبہ ہی بھلی۔ معالج کی عقل اسوقت کام کر گئی۔ اسواسطے کہا کرتے ہیں۔ کہ پیشہ حکمت دراصل حکمت یعنی سینہ سے نکلی ہوئی عقل ہے۔ کئی راز حکیموں کے سینہ کے اندر چھپے رہتے ہیں ؛

(۱۷) مرچ سُرخ کا بیج ایک عدد لیکر قدرے موم میں لپیٹ کر چند بار کھائیں تو بھی ہیضہ کو فائدہ مند ہے ؛

(۱۸) مرچ سُرخ کے اڑھائی بیج باریک پیس کر پھانک لیں۔ اُوپر سے حُقّہ کا سڑا ہوا پانی سات تولہ پئیں۔ تب بھی ہیضہ کے مرض کو صحت ہوتی ہے ؛

(۱۹) باری کا بخار۔ سُرخ مرچ کو رگڑ کر ناخنوں پر لیپ کر دیں۔ تب بھی باری موقوف ہوگی۔ چاہے تئیہ ہو یا چوتھا ؛

سڑکوں اور بازاروں میں خربوزوں کیلوں وغیرہ کے چھلکے

انگورہ میونسپل کمیٹی کے اہم بائی لاز

انگورہ (ٹرکی) کی میونسپل کمیٹی نے شہر کی صفائی اور عام مفاد کیلئے چند ایک ایسے قواعد نافذ کئے ہیں جس سے کہ ہمارے ملک کی میونسپل کمیٹیاں بہت کچھ فائدہ اُٹھا سکتی ہیں۔ اس کمیٹی نے پاس کیا ہے۔ کہ گھر میں یا باہر آرام کیوقت کوئی شخص شور وغل نہ مچائے۔ اس عرصہ کے دوران میں کوئی شخص گراموفون یا ریڈیو نہ بجائے۔ عام گذرگاہوں میں لوگوں کے سامنے کوئی قسم نہ کھائے۔ روزی کمانے کے لئے کوئی شخص بازار میں نہ گائے۔ کوئی شخص بازاروں اور گلیوں میں گندگی نہ پھینکے۔ سفر کے خراب کپڑے پہنکر پبلک مقامات پر نہ جائے۔ یا کسی کے مکان کے نزدیک نہ پھرے۔ کھڑکیوں کے باہر دریاں نہ جھاڑے۔ نہ بازاروں میں جانوروں کو لڑائے۔ رات کے ۸ بجے سے صبح ۸ بجے تک موٹروں کے ہارن نہ بجائے جائیں"۔

ایسا کر کے کمیٹی مذکور نے ہمارے ملک کی کمیٹیوں کے سامنے ایک نیک مثال پیش کی ہے۔ کاش ہمارے ملک کی کمیٹیاں بھی ان کی تقلید کر کے اپنے اپنے شہروں کے حالات کے مطابق اس قسم کے قواعد بنائے۔ میرا ان قواعد کو یہاں درج کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔ کہ ان تمام کو اسی صُورت میں یہاں پاس کیا جائے۔ البتہ میری یہ خواہش ضرور ہے۔ کہ ان میں مناسب ترمیم و تنسیخ اضافہ کر کے ہندوستان میں رائج کیا جائے۔ کون نہیں جانتا کہ بڑے بڑے شہروں میں ریڈیو و گراموفونوں کے بڑھتے ہوئے استعمال سے ہمسائے بہت تنگ آجاتے ہیں۔ ایک شریف آدمی اپنے مکان میں آرام کرنا چاہتا ہے۔ مگر ساتھ والے مکان سے ایسے ریکارڈ لگائے جاتے ہیں جو ننگِ اخلاق ہوتے ہیں۔ جس سے نہ صرف اس کے آرام میں روکاوٹ ہوتی ہے۔ بلکہ اس کے بچوں کے اخلاق پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ وہ بیچارہ ان کو روکنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو جواب ملتا ہے کہ اپنے گھر میں اپنے روپے سے ایسا کر رہے ہیں۔ تمہیں کیا حق ہے۔ کہ مداخلت کرو۔ اگر تمہیں پسند نہیں تو کانوں میں رُوئی ڈال لو۔

اسی طرح کی اور شکایت لیجئے۔ بڑے شہروں میں جہاں تین منزلے مکان ہیں۔ اور ساتھ کہیں یک منزلہ یا دو منزلہ مکان ہے۔ تو مؤخر الذکر مکان والوں کو سخت مصیبت کا سامنا پڑتا ہے۔ تین منزلہ مکان والے ہر وقت رات کو چھت پر بجلی کے بڑے لیمپ کو روشن کرتے ہیں۔ جس سے دُوسرے گھر میں پردہ نہیں رہ سکتا۔ عورتیں سوئی ہوتی ہیں۔ اُن کے گھر والے دل ہی دل میں ندامت محسوس کرتے ہیں۔ مگر کیا کریں۔ کوئی علاج نہیں۔

صفائی کو لیجئے۔ راہ چلتے لوگ خربوزے اور کیلے آم وغیرہ کھا کر چھلکے سڑک پر پھینک دیتے ہیں۔ جب کسی دُوسرے کا پاؤں اسپر آجاتا ہے۔ تو بعض اوقات ایسا بُری طرح پھسل جاتا ہے۔ کہ جان بھی ساتھ ہی چلی جاتی ہے۔ اگر قسمت سے بچ جائے۔ تو کافی عرصہ تک چارپائی پر پڑ کر ڈاکٹروں کا علاج کرانا پڑتا ہے۔ شرمندگی مُفت میں اُٹھانی پڑتی ہے۔ لوگ اُلٹا مذاق اُڑاتے ہیں۔ ہمارے پنجاب میں تو یہ مرض عام ہے۔ چھلکے پھینکنے والوں کی معمولی سی غفلت کئی لوگوں کو مالی جسمانی تکلیف کا کارن بنجاتی ہے۔ کیا میونسپل کمیٹیوں کا فرض نہیں۔ کہ اس قسم کے چھلکوں کے بازار میں اندھا دھند پھینکنے کی ممانعت کریں۔ ان چھلکوں اور اس قسم کی دُوسری گندگی کو پھینکنے کے لئے بازاروں میں سڑکوں پر مناسب مقامات پر موزوں برتن رکھے جا سکتے ہیں ؛

بازاروں میں فضول گیت گانا ہمارے دیہاتی علاقوں میں عام ہے۔ بڑے بڑے میلوں کے موقعوں پر جبکہ دیہاتی لوگ بھاری تعداد میں آتے ہیں۔ شہروں میں بھی یہ شکایت عام پائی جاتی ہے۔ زمیندار لوگ گروہوں کی صورت میں قابل اعتراض گیت گاتے ہوئے پھرتے ہیں۔ مگر کوئی اُنہیں روکنے والا نہیں۔ حالانکہ یہ ایسی بدعت ہے جسے کسی حالت میں برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح بڑے بڑے آدمی سر بازار ایکدوسرے کو شہروں میں گالیاں دیتے سُنائی دیتے ہیں۔ جو کہ ہمارے دامن پر ایک بدنما دھبہ ہے۔ اس قسم کی کئی اور خامیاں اور خرابیاں ہیں۔ جو کہ عام پبلک سے تعلق رکھتی ہیں۔ بظاہر یہ معمولی ہوتی ہیں۔ مگر انکے نتائج کئی حالتوں میں اہم اور بھیانک ہوتے ہیں۔ ہمارے سٹی فادرز ملک کی زبردست خدمت سرانجام دینگے۔ اگر وُہ ایسی معمولی معمولی باتوں کیطرف بھی توجہ دینگے ؛ اور ان کو روکنے کیلئے نہ صرف آسان قواعد بنائینگے۔ بلکہ ان کو عملی جامہ پہنانے کا بھی یتن کرینگے ؛ (ایک شہری)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیّتیں

۴۵۶۴:۔ منکہ غلام نبی مستری ولد عمر الدین قوم ترکھان پیشہ نجاری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۳ء ساکن مرزا والا اسلام پور۔ چک ۱۰۲ ڈاکخانہ پرتاپ پور چک ۱۰۰ تحصیل جڑانوالہ ضلع لائل پور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ ۵/ ۳۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اسوقت کوئی جائیداد متروکہ نہیں ہے۔ مَیں وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جس قدر جائیداد مرنے کے بعد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر مَیں کوئی جائیداد پیدا کروں۔ اور اس کا ۱/۱۰ حصہ اپنی زندگی میں ادا کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی جائیداد حصہ وصیّت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ علاوہ ازیں میری آمدنی اسوقت بطور سیپ ۳۰ روپے سالانہ ہے۔ مَیں وصیت کرتا ہوں۔ کہ اس کا ۱/۱۰ حصہ ہر چھ ماہ کے بعد فصلانہ کے موقعہ پر ادا کر دیا کروں گا۔ اگر میری آمدنی بڑھ گئی تو اس کے مطابق ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہوں گا۔

گواہ شد:۔ قاضی محمد نذیر امیر جماعت احمدیہ لائلپور۔

العبد:۔ نشان انگوٹھا مستری غلام نبی۔

گواہ شد:۔ محمد اعظم سیکرٹری مال چک ۳۳۲ دھنی دیو ضلع لائل پور۔

۴۸۰۳:۔ مَیں ڈاکٹر سیّد منصور احمد ولد مولوی سیّد ارادت حسین مرحوم قوم سیّد پیشہ میڈیکل پریکٹس و زمینداری عمر تقریباً ۳۳ سال تاریخ پیدائشی احمدی ساکن موضع اورین ڈاکخانہ کجرہ تھانہ سورجگڈھا ضلع مونگیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۔ اپریل ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

الف۔ (میری جائیداد حسب ذیل ہے) حقیت ملکیت چند توذیعات مع اراضیات بکاشت و خانہ ہائے سکونتی رعایاں و حقیت جوت ہار عینی خاص باحق مقابضت قابل الانتقال موروثی و محصولہ و جوت رعیتی رہن باقبضہ واقعہ چند مواضعات درون پرگنہ ہائے سورجگڈھا۔ وسنگھول بشرکت دیگر شرکایان و خاص بلا شراکت و مکانات سکونتی زنانہ و مردانہ خاص بشرکت دیگر شرکایان واقع موضع اورین پرگنہ سورج گڈھا ضلع مونگھیر۔ اس کے حقیت ملکیت چند توذیعات و اراضیات بکاشت وغیرہ رہن باقبضہ میں تحریری و زبانی مولوی سیّد وزارت حسین احمدی عم حقیقی کے دیا ہوا ہے۔ کہ بعد وضع مالیت اس کے جو سرب اراضیات و توذیعات و مکانات وغیرہ کی رسدی حصص خاص قبضہ و دخل میں منمقر کے ہے۔ اس کی مالیت بحالت موجودہ مبلغ ۶۱۲۵ روپے چھ ہزار ایک سو پچیس روپیہ تخمیناً کی ہے۔

(ب) نوکٹھہ اراضی واقعہ محلہ پکی سرائے شہر مظفرپور جو واسطے بنانے مکان سکونتی اپنے مہاراج دھراج بہادر ریاست دربھنگہ سے بادائے زر نذرانہ مبلغ ۱۵۰۰ روپے کے بندوبست کیا ہے۔ مالیت اس کی سردست اسیقدر ۱۵۰۰ روپیہ ہے۔

(ج) کاروبار تجارت میڈیکل ڈسپنسری موسومہ آئیڈیل فارمیسی واقع اسٹیشن روڈ شہر مظفرپور کہ جس میں نصف حصہ منمقر کا بشرکت سیّد غلام مصطفےٰ احمدی برادر عموی کے ہے۔ و بحالت موجودہ مالیت کاروبار تجارت مذکورہ حصہ منمقر کی تخمیناً ۱۳۷۵ روپیہ ہے۔ حسب صراحت بالا جملہ مالیت بحالت موجودہ منمقر کے جائیداد کی تخمیناً مبلغ ۹۰۰۰ روپے ہوتی ہے۔ منمقر کے ذمہ زوجہ منمقر بی بی زینب دختر سیّد وزارت حسین احمدی کا کہ وہ بھی احمدی ہیں۔ مبلغ ۲۰۰۰ روپیہ دین مہر ہے و مبلغ نو سو روپے قرض نقد جو واسطے لینے بندوبست جائیداد مندرجہ ضمیمہ ب بالا کے زبانی لیا ہے۔ جملہ مبلغ ۲۹۰۰ روپیہ واجب الادا ہے۔ اور منمقر کا ارادہ ہے۔ کہ بعوض مبلغ مذکور کے منجملہ جائیداد ہائے مذکورہ بالا کے اسی قدر مالیت کی جائیداد بحق زوجہ موصوفہ منتقل کر دوں۔ اگر تادمِ مرگ ایسا نہ کر سکوں یا زر واجب الادا مذکور جزو یا کل نقد بھی ادا نہ کر سکوں۔ تو جائیداد متروکہ سے منمقر کے زر واجب الادا جزو یا کل جیسی حالت ہو ادا کی جائے۔ میرا گذارہ صرف جائیداد مذکورہ بالا پر نہیں ہے۔ بلکہ آمد از میڈیکل پریکٹس پر ہے جو اسوقت تخمیناً مبلغ دو سو روپیہ ماہوار ہے۔ مَیں تازیست و تا رہنے میڈیکل پریکٹس کے یا جو بھی دیگر صورت آمد سوائے جائیداد کے ہوگی۔ اس آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری خالص جائیداد بعد وضع دین مہر و دیگر قرض ہائے بوقت وفات ثابت و قائم ہو اُسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر مَیں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیّت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ دین مہر و دیگر قرضہائے مذکورہ بالا بلا رہن بالقبضہ یا با رہن بالقبضہ ادا ہو کر یا جائیداد حاصل ہو کر یا دیگر کسی صورت سے جو بھی کمی بیشی مالیت میں جائیداد کے ہوگی اس کی اطلاع حسب موقع منمقر صدر انجمن احمدیہ قادیان میں دیتے رہنے کی حتی الوسع کوشش کرونگا۔

العبد:۔ سیّد منصور احمد احمدی ۳ اپریل ۱۹۳۷ء

گواہ شد:۔ سیّد اختر احمد احمدی ساکن اورین۔

گواہ شد:۔ سیّد غلام مصطفےٰ احمدی۔

۴۷۰۹۴:۔ منکہ مفتی چراغدین ولد مفتی شہاب الدین قوم قریشی پنشنر عمر ۶۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء بدست حضرت مسیح موعود علیہ السّلام ساکن بٹالہ محلہ مفتیاں ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ اپریل ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیّت کرتا ہوں:۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اسوقت میری ماہوار آمدنی گیارہ روپے بارہ آنے پنشن ہے۔ مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ ایک روپیہ تین آنے ماہوار داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کیوقت جسقدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

گواہ شد:۔ شیخ عطاء محمد ریٹائرڈ پٹواری کوچہ شیخاں

العبد:۔ مفتی چراغدین بقلم خود۔

گواہ شد:۔ فضل حق احمدی نور منزل بٹالہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۴۸۱۶۔ منکہ چودھری غلام رسُول ولد چودھری مولا بخش مرحوم قوم جٹ جھنگل پیشہ زمینداری عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن کوٹ احمدیان ڈاکخانہ ڈگری ضلع تھر پارکر سندھ۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۵/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری موجودہ جائیداد اسوقت ایک بلاک زمین ۱۶ گھماؤں ۳ ایکٹ کی ہے۔ جسکو مَیں فروخت نہیں کرسکتا۔ ہاں اس کی پیدائش لکھاتا ہوں۔ نیز ۳ بلاک اراضی نہری ہیں نے قسطوں پر لی ہے۔ جس کی جملہ قسطیں ادا کرنے کے بعد مَیں مالک ہونگا۔ یہ زرخرید اراضی نہری ۸ ۴ گھماؤں ہے۔ اسوقت مجھے ان کی سالانہ پیداوار ۱۰۰ روپیہ کے قریب ہے، جو قسطوں اور لگان کی ادائیگی کے بعد بچتی ہے۔ مَیں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ کہ مَیں اپنی سالانہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ بیت المال قادیان کرتا رہوں گا۔ اور جب اراضی مذکورۃ الصدر کا مَیں مالک ہوں گا۔ تب اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن مذکور ہوگی۔ اگر آمد اس سے بڑھ جائے۔ یا خدانخواستہ کم ہوجائے۔ تو اصل صحیح آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ مذکور کرتا رہوں گا۔ بوقت وفات اگر اس کے علاوہ کوئی اور بھی میری جائیداد ثابت ہوگی۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک انجمن مذکور ہوگی۔ اور جو حصہ وصیت مَیں اپنی زندگی میں داخل خزانہ کروں، وہ میرے حصہ وصیت کردہ سے منہا سمجھا جائیگا۔ یہ میری آخری وصیت ہے جسپر مَیں ہر طرح قائم و پابند ہوں:

گواہ شد:۔ محمد صالح مبلغ سندھ مقیم کوٹ احمدیان:

العبد:۔ غلام رسول کوٹ احمدیان۔ سندھ:

گواہ شد:۔ غلام حیدر برادر غلام رسول موصی

تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔

فرقہ دارانہ ذہنیت کو دور کرنیکے لئے آٹھ جولائی کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "یہ ذہنیت اسوقت تک نہیں بدل سکتی جب تک کہ مسلم اخبار نویسوں اور مولویوں کی ذہنیت نہ بدلے"

بلاشبہ یکطرفہ ڈگری ہے۔ حالانکہ ہر دو اقوام میں ہی کالی بھیڑیں موجود ہیں ہاں یہ دوسری بات ہے کہ انکی تعداد کس میں زیادہ ہے ہندوؤں کیطرف سے آئے روز آنحضرت صلعم کی شان مبارک میں سوئے ادبی سے کام لیا جاتا ہے۔ رنگیلا وغیرہ کتابیں انکی بہترین شاہد ہیں۔ کیا مسلمانوں نے بھی کبھی شری کرشن اور رامچندر وغیرہ کی شان میں کوئی کلمہ کہا۔ حالانکہ مسلمان ہندوؤں سے بہتر لکھنا جانتے ہیں۔ اور پھر یہ مزید خوبی کا موجب ہے کہ کوئی ایک مسلمان شری کرشن اور رامچندر کو واجب الاحترام ہستیاں سمجھتے ہیں اور انکی شان میں کچھ کہنا کفر سمجھتے ہیں۔ اگر یہی ذہنیت ہندوؤں میں بھی آجائے تو آج ہی ہندوستان کا بیڑا پار ہو سکتا ہے۔ سب سے پہلے ستیارتھ پرکاش میں دلآزار نقطہ چینی سے کام لیا گیا۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ مذہبی تبصرہ یا تنقید کا باب بند ہو جائے۔ ہاں مَیں یہ ضرور کہونگا۔ کہ کسی قدم پر بھی تہذیب کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ اگر آریہ سماج ستھیارتھ پرکاش کے ان آخری ابواب پر نظر ثانی کر سکے۔ تو یقیناً وہ جہاں ایک طرف اپنی دانشمندی کا ثبوت دیگی وہاں دوسری طرف وہ ہندوستان پر بھی بڑا احسان کریگی

کیا آپ کا گھران کتابوں سے خالی ہے؟

رُوحوں کے کرشمے مرنیکے بعد روحیں کیا کام کرتی ہیں۔ اس کتاب سے معلوم ہوگا مرنیوالے ہمسے جُدا نہیں ہوتے وہ آس پاس ہی ہیں لیکن ہم میں اُنسے بات چیت کرنے کی لیاقت نہیں۔ غمزدوں کو یہ معلوم کرنیسے ضرور تسکین ہوگی کہ روحیں بوقت ضرورت خود ہم سے ملنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اس کتاب میں روحوں کے سچے حالات بیان کئے گئے ہیں جو اسقدر دلچسپ اور سنسنی خیز ہیں۔ کہ جبتک کتاب ختم نہ ہوجائے ہاتھ سے رکھی نہیں جاتی لیکن رات کے وقت تنہائی میں نہ پڑھیں۔ قیمت سوا روپیہ (۱؎)

رُوح القرآن سچ مچ کلام مجید کی کلید ہے۔ دُنیا کی کسی زبان میں ایسی جامع کلید موجود نہیں۔ بیرون ہند کے سکالر بھی اسے منگا کر حرز جاں بنائے ہیں۔ کلام مجید کے سمجھنے اور یاد رکھنے کیلئے یہ بہترین ذریعہ ہے پہلے حصہ میں قرآن پاک کے مضامین کی فہرست موجودہ زمانہ کی ضروریات کو پیش نظر رکھکر دیگئی ہے۔ دُوسرے حصہ میں مشکل الفاظ کے مخرج اور معنے۔ اور تیسرے میں سُورتوں کے عملیات اور انکے مضامین کے خلاصے اور شان نزول دیئے گئے ہیں۔ اور بھی خوبیاں ہیں۔ ہر چیز پارہ۔ سُورۃ اور آیت کی ترتیب سے دی گئی ہے۔ کوئی مُسلمان گھران سے خالی نہ رہنا چاہیئے: قیمت دُو روپے (عگر)

ماں بچّہ کی نگہداشت گھر گھر بچوں کی بیوقت موت اور ماؤں کی خرابی صحت کا کہرام مچا ہوا ہے۔ انکی تکالیف نے ہماری زندگی واقعی اجیرن کردی۔ یہ کتاب زخمی دلوں کیلئے مرہم اور غمزدوں کیلئے سچ مچ تعویذ ہے۔ ان خانگی تکالیف و مصائب سے بچنے کیلئے اس کتاب کو پڑھیں اور ملکی و قومی خدمت کرنی ہو تو منگا کر غریبوں میں مفت بانٹیں۔ تیسرا ایڈیشن پہلوں سے کہیں بڑھکر اور مفید ہے قیمت صرف چھ آنے ۶؍ ٹکٹ بھیجنے میں کفایت رہتی ہے:

رفیق زمیندار بلکہ سب کا بہترین رہبر ہے۔ تعلیمی و اصلاحی کتاب ہے۔ تیسرا ایڈیشن ہے۔ سب پہلوں سے جداگانہ چیز ہے۔ بیشمار کتب خانوں کیلئے منگائی جا چکی ہے۔ دیہاتی زندگی کو بہتر بنانے کی تدابیر پہلے حصہ میں ہیں۔ باقی حصوں میں تعلیم حفظان صحت۔ سرمایہ اندوزی۔ مویشیوں کی پرورش اور اُن کی دیکھ بھال۔ زراعت پر مفید مضامین دیئے گئے ہیں۔ شہری اور دیہاتی باشندوں کو یکساں مفید ہے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ (۱؎۸)

سنگھار خانہ خوبصورت اور تندرست رہنے کی بہترین ہدایات۔ ہندوستانی معاشرت اور ایشیائی شرم و حیا کو ملحوظ رکھتے ہوئے درج کیگئی ہیں۔ تصویریں بھی ہیں اور سرورق عمدہ ہے۔ بیویوں کیلئے بہترین تحفہ ہے۔ اور گھر میں اس کا رکھنا مسرت بخش خانہ داری کا ضامن ہے۔ قیمت دُو روپے (عگر)

یہ سب کتابیں مشہور مصنف و ادیب مولوی محمد ظفر صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی کی تصنیف و تالیف ہیں۔ ہر کتاب کی لکھائی چھپائی وغیرہ عمدہ اور سب کا محصولڈاک بذمہ خریدار۔ بوقت فرمائش رسالہ یا اخبار کا حوالہ ضرور دیں:

ملنے کا پتہ:۔ مولوی محمد قمر پبلشر سلسلہ سرمایۂ اطفال گڑگانوہ۔ پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق سکھ و ہندو صاحبان کیا فرماتے ہیں

جناب سردار اربیل سنگھ صاحب ایم۔اے

پرنسپل رندھیر کالج کپورتھلہ لکھتے ہیں کہ "چونکہ جناب نے ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی۔ دس پندرہ صفحات ہر ہفتہ پڑھتا رہا اور اب ایک دفعہ ختم کر چکا ہوں میں نے پہلے انگریزی میں ترجمہ پڑھا ہے لیکن جو حظ اور فائدہ مجھے آپ کے ترجمہ سے نصیب ہؤا ہے وہ پہلے نہیں ہؤا تھا۔ اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے عمدہ اور سلیس ترجمہ شائع کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بہت بڑا احسان کیا ہے۔ کیونکہ سچائی سچائی ہے خواہ کسی جگہ سے ملے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اسے پڑھا۔ تو وہ غلط فہمیاں جو خود غرض اشخاص نے یا جہالت اور ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہیں وہ دور ہو جائیں گی۔ خدا آپ کو اس محنت کا اجر عظیم دے میں آپکا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ایسا تحفہ دیا جو دینی اور دنیاوی ترقی میں مدد دینے والا ہے"۔

ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے

گورمکھی لٹریچر میں آج رسالہ پھلواڑی کا پایہ بلند ہے۔ اس رسالہ کے لائق ایڈیٹر جناب گیانی ہیرا سنگھ صاحب درد اپنے فروری ۱۹۳۶ء کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ چھپوایا ہے یہ سوا سات سو صفحات ہیں۔ کپڑے کی سنہری جلد ہے۔ ہمیں یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ دنیا کے ایک بڑے مذہب کی مذہبی کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ چھپا ہے۔ مذہب اور روحانیت کے خواہشمندوں کو ہر ایک مذہب کی مقدس کتب کو ضرور پڑھنا چاہیئے۔ گورمکھی پڑھے ہوؤں کو اس بات کا علم نہ تھا کہ قرآن شریف میں کیا لکھا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے جنہوں نے گورمکھی دانوں کے لئے بھی فرقان حمید کی تعلیم سے آگاہی حاصل کرنیکا سامان پیدا کر دیا ہے ایڈیٹر صاحب نور کی اس اولوالعزمی کو دیکھکر سکھوں کو بھی سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ وہ اپنی مذہبی کتب اور گورو صاحبان کے مقدس اقوال کا دیگر السنہ میں ترجمہ کر کے اصل لاگت پر دینے کا انتظام کریں"۔

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں کہ "مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بیحد شوق تھا۔ لیکن عربی سے ناواقفیت ہونے کیوجہ سے اب تک یہ خواہش پوری ہو سکی قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ ارسال فرما کر آپنے میرے مدت کے شوق کو پورا کیا ہے۔ میں کس زبان سے آپکا شکریہ ادا کروں بلاشبہ آپنے گورمکھی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کر کے گورمکھی دانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے اور اسلام کی بڑی بھاری خدمت بجا لائے ہیں"۔

جناب سردار جیون سنگھ صاحب نائب تحصیلدار

پولٹیکل آفس سبی (بلوچستان) لکھتے ہیں کہ "گو مجھے اپنے فرائض منصبی کے باعث اتنی فرصت تو نہیں مل سکی کہ میں اس گرنتھ کو جو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کی محنت اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے کلیتہً پڑھ سکوں تاہم جزوی صورت میں مختلف مقامات سے مطالعہ کر کے بدیں ذیل کے نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قرآن شریف کی تعلیم وحدانیت سے بھری پڑی ہے گویا سراسر وحدانیت ہی ٹپکتی ہے۔ قرآن شریف میں ایسے ایسے مختصر اور بامعنی بامحاورہ الفاظ ملتے ہیں۔ جو دوسری زبانیں اس کے مقابلہ میں خاموش ہیں مثلاً:- لفظ انشاء اللہ کو ہی لیجئے اس کے معنی ہیں کہ "اگر اللہ کو منظور ہے تو"۔ یہ کلمہ ٹھوس اور بامعنی پاکیزہ رنگ میں ہے۔ جو اپنی خوبی کیوجہ سے میری زبان پر چڑھ گیا ہے بعض حضرات اپنی تنگدلی کے باعث اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ سکھ ہو کر عربی الفاظ کیوں استعمال کرتے ہو۔ انکو میرا یہی جواب ہوتا ہے کہ اس لفظ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا لفظ سنسکرت یا گورمکھی کا مجھے بتایا جائے۔ تاکہ اکثر گفتگو میں اس کا استعمال کیا جائے۔ مگر صرف دائیں بائیں سر ہلا دینے کے سوا ایسے حضرات کو کوئی جواب نہیں آتا۔ میرا سب کی خدمت میں یہ مشورہ ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم خاطر خواہ اگر دیکھنی ہو تو باقاعدہ اس کا مطالعہ کیا جائے۔!

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی زبان کیسی ہے؟

اس بارہ میں میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے۔ یہ امر محض مطالعہ سے ہی حل ہو سکتا ہے "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" اگر نتھ سامنے پڑا ہے پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں۔ کیا خوبی ہے۔ کہ عربی کا ترجمہ کیسے کیسے صاف اور بامعنی اور مروجہ الفاظ میں کیا گیا ہے مختصر یہ کہ ترجمہ قرآن کا ہو اور کرنیوالا شیخ محمد یوسف ہو تو پھر زیادہ لب کشائی ایک لن ترانی ہو گی۔ بس شیخ صاحب کا نام ہی کافی ہے جو سونے پر سہاگہ ہے۔ خدا کرے ایسی عالم و فاضل ہستیاں ہر مذہب و ملت میں کثرت سے پیدا ہوں۔ تاکہ مذہبی کشمکش اور سرکشی کا جلد خاتمہ ہو۔

گورمکھی دان دیہاتی باشندوں کو اس ترجمہ کی کہاں تک ضرورت تھی

اس کی ضرورت نہایت سخت تھی۔ جو لوگ پہلے اذان سنکر ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے تاکہ اللہ اکبر کے لفظ سے مامون و محفوظ رہیں اور اسکی زد سے بچ جائیں۔ یہ ترجمہ پڑھ کر اب تا اخیر تک اذان سن سکینگے۔ مجھے یاد ہے کہ لڑکپن میں میں ایک گاؤں میں گیا۔ اس کے باہر ایک مسجد تھی۔ جب اذان کا وقت ہؤا تو مسجد سے اذان کی آواز آتی تھی کہ اس سے برانگیختہ ہو کر اکثر احباب نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ میں اسوقت گو بے سمجھ تھا۔ مگر اسقدر سوچ سکتا تھا اور حیران تھا کہ اذان میں شاید ملاں گالیاں نکالتا ہو گا جسے لوگ سننا گوارا نہیں کرتے۔ جب میں نے ہوش سنبھالا اور اذان کے مطلب اور معنی سے باخبر ہو گیا۔ تو ان کی نافہمی پر مجھے رونا آیا ع "خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم" اب شیخ صاحب کی مہربانی کشادہ دلی اور عرق ریزی سے ایک اہم ضرورت پوری ہو گئی ہے۔ اب کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے کی ضرورت نہیں رہی ہر شخص جسمیں تھوڑا سا علم ہو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ یہ سب جہالت کے رنگ ہیں۔ میں بارگاہ پروردگار میں شیخ صاحب کے حق میں دست بدعا ہوں کہ خداوند کریم جمیع حادثات دہر سے شیخ صاحب کو مامون و محفوظ رکھے اور اس نیک کام کا نیک اجر بخشے"۔

میری دیرینہ تمنا بر آئی

جناب گیانی بھگت سنگھ صاحب ہیڈ گرنتھی

سری گورو سنگھ سبھا سمہ سٹہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "مکرم و معظم جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور ست سری اکال عرصہ سے اشتیاق تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم سے آگاہی حاصل کیجائے لیکن بوجہ عربی نہ جاننے کے ہم محروم تھے۔ اتفاق حسنہ سے ایک قادیانی بھائی کے توسط سے فرقان حمید کا گورمکھی ترجمہ چند یوم کیلئے ملا جس سے میری دیرینہ خواہش بر آئی۔ پڑھنے سے معلوم ہؤا کہ واقعی قرآن مجید ایک روحانی اور لائق ستائش کتاب ہے۔ ہم آپکے ممنون ہیں اور آپکے ہاتھ کا ٹیکہ پڑھ کر بیحد خوش ہوئے ہیں! اور ہماری طرف سے اہل قادیان کو ست سری اکال کہدیں"۔

جناب گیانی دیدار سنگھ صاحب بی۔اے

سابق ہیڈ ماسٹر خالصہ ہائی سکول تگلوالہ ضلع گورداسپور لکھتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہی ہے بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ کے مطلب کو سمجھا ہے۔ بلاشبہ اس ترجمہ نے ایک دیرینہ کمی کو پورا کیا ہے۔ جو گورمکھی دانوں کو خصوصاً عرصہ سے ضرورت تھی۔ کیونکہ مادری زبان اپنے اندر جو جذب اور دل میں عمیق اثر ڈالتی ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ آجتک کروڑوں مسلمان بھائی قرآن مجید کی تلاوت بلاناغہ کرتے چلے آتے ہیں مگر ان میں گنتی کے ہی چند دوست ہوں گے جنہوں نے اسکی اصلیت اور حقیقی تاثرات سے فائدہ اُٹھایا ہو۔ سردار صاحب کی یہ کوشش قابل تحسین ہے کہ انھوں نے حضرت محمد صاحب کی تعلیم کو ہو بہو دینداروں تک پہنچایا ہے۔ جو عربی نہیں جانتے تھے مگر ان کی ارواح فرقان پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونے کیلئے تڑپ رہی تھیں۔ آئتوں اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دیکر متن کے ساتھ ساتھ چلنے کے خیال کو بہت اہمیت دیگئی ہے۔ جن سے عربی پڑھے ہوئے دوستوں کو اصل سے مقابلہ کرنے کیلئے کوئی دِقت نہیں اٹھانی پڑتی قصہ کوتاہ مترجم نے علاوہ ازیں سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو آزردگی اور کشیدگی کی وسیع خلیج حائل تھی قرآن مجید کے اس ترجمہ کے ذریعہ اسے پاٹنے کی پوری کوشش کیگئی ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ پرماتما ان کی اس نیک کوشش کو بار آور فرمائے"

سردار دیوی سنگھ صاحب گرنتھی سب پوسٹماسٹر

خان پور (ریاست بہاولپور) لکھتے ہیں کہ "مینے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پڑھا۔ مَیں سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو انہوں نے جگت اُودھار (دنیا کی نجات) کیلئے اس پاک کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ اور مخلوق خدا کے لئے رُوحانیت کا چشمہ کھولدیا ہے۔ چندروز ہوئے سردار محمد یوسف صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں سکھ اور مسلمان۔ سکھ مسلم اتحاد۔ مسلمانوں کے احسان سکھوں پر۔ روانہ کیں اور مینے بغور پڑھیں میں نے تقریباً سب خالصہ تواریخیں دیکھی ہیں۔ جو کچھ سردار صاحب موصوف نے لکھا ہے یہ (OPEN FACT) بین حقیقت ہے۔ قرآن شریف کے اُپدیش (ہدایات) سب شری گورو گرنتھ صاحب کے مطابق ہیں۔ سچ پوچھو تو سکھ اور مسلمان دو بھائی ہیں۔ سردار صاحب موصوف نے ان بچھڑے ہُوئے دو بھائیوں کو گلے ملایا ہے۔ مَیں

سردار صاحب کو ان کی کامیاب کوششوں کے لئے مبارکباد دیتا ہوں۔ جو اس مقدس کتاب (قرآن شریف) کے گورمکھی ترجمہ کو مخلوق خدا کے سامنے پیش کر کے ایک پراوپکار (سب سے بڑا کارخیر) بجالائے ہیں۔ واہگورو جی آپ کو اس سے زیادہ طاقت بخشیں۔ آمین"

جناب بھائی پریتم سنگھ صاحب گرنتھی

(سکھوں کی مذہبی کتب کے ماہر خصوصی) از ٹھٹہ چھینہ ڈاکخانہ خاص براستہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں کہ "مَیں آپکے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو پڑھ کر نہایت محظوظ ہؤا۔ اسکی لکھائی چھپائی وغیرہ نہایت اعلےٰ درجہ کی ہے ایسی دھارمک پستک (مذہبی کتاب) کا ترجمہ کرنے میں بلاشبہ آپنے کمال محنت سے کام لیا ہے میری پرارتھنا (دُعا) ہے کہ ایشور آپکو بہترین صلہ دے۔ مَیں نے بہت سی پستکوں (کتب) کا مطالعہ کیا ہے لیکن دھارمک پستک کا ایسا عمدہ ترجمہ نہیں دیکھا"

جناب سردار سادھو سنگھ صاحب ایس ڈی رحیم یار خاں

تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے دل میں قرآن شریف پڑھنے کا بیحد شوق تھا۔ مگر بدقسمتی بھاشا میں نہ ہونے کیوجہ سے اپنی خواہش کو پوری نہیں کرسکتا تھا۔ اب حال میں سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ بڑی محنت سے عام فہم گورمکھی زبان میں کیا ہے جو خاکسار کو اپنے دوست بابو غلام محی الدین صاحب کے ذریعہ ملا ہے جس نے میری خواہش کو اس طرح پورا کیا ہے جس طرح ایک خشک درخت بروقت آبیاری سے سرسبز ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ فاضل مصنف نے ترجمہ کرنے میں کمال عقلمندی سے کام لیا ہے۔ زبان نہایت شُستہ ہے۔ ایسے کارنمایاں کی اسلام میں یہ پہلی نظیر ہے۔ یقیناً آپکا یہ کارنامہ مذہبی دُنیا میں قابل تعریف ہے۔ اور مذہب اِسلام کے لئے خاص طور پر قابل فخر ہے"

سردار کروڑا سنگھ صاحب ریٹائرڈ سب پوسٹماسٹر

سنگرور ریاست جیند سے لکھتے ہیں کہ "شریمان جی! مینے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو شروع سے آخر تک کمال غور سے پڑھا ہے۔ اور پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ آپنے اس مقدس کتاب کا گورمکھی ترجمہ کر کے گورمکھی دان لوگوں پر ایک احسان عظیم کیا ہے۔ جس کا جسقدر بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے"

مہنت وساوا رام صاحب کبیر پنتھی

راجہ جنگ ضلع لاہور سے لکھتے ہیں کہ "میں نے آپ کا کیا ہؤا قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ پڑھا۔ یہ ترجمہ بہت ہی اچھا ہے۔ آپنے گورمکھی میں قرآن شریف کا ترجمہ کر کے خلق خدا پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ آپکو اس کا اجر خُدا ہی دے سکتا ہے جو اَنْیت (نہایت ہی) دیالو (رحمٰن) اور کرپالو (رحیم) ہے دُوسرا کیا دے گا؟ یہ قرآن مجید کا ترجمہ مَیں نے اپنے چیلے مسمی ساون کو منگوا کر دیا ہے۔ خدا اسے سمجھنے کی توفیق دے"

جناب سردار تھا سنگھ صاحب پنشنر لدھیانہ

بوساطت جناب شیخ غلام احمد صاحب فرماتے ہیں کہ "قرآن مجید کے اِس گورمکھی ترجمہ کی جسقدر تعریف کی جائے کم ہے۔ اِس کے مطالعہ سے انسان کے دل پر ایک خاص رُوحانی اثر پڑتا ہے اور جس جانفشانی اور محنت کے ساتھ یہ ترجمہ کیا گیا ہے اس کا اندازہ کوئی پڑھنے سے ہی لگا سکتا ہے"

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ اور آریہ پریس

آریہ مسافر لاہور اپنے مارچ ۱۹۳۳ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ:۔ "شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے سالہا سال کی محنت شاقہ کے ساتھ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ نہایت خوبصورت جلد کے ساتھ چھپوایا ہے۔ مختلف مقامات سے اس کا مطالعہ کیا گیا ترجمہ واقعی عام فہم اور شیخ صاحب کی کوشش قابل داد ہے"

نور:۔ ایک شدید ترین مخالف کے منہ سے یہ الفاظ نکلنے ایک معجزہ ہے:

قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کا ہدیہ صرف دو ۲ روپے ہے

یہ ترجمہ جس کے متعلق سکھ علماء کی قیمتی آراء آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں سائز $\frac{20 \times 26}{8}$ صفحات ۷۲۸ کاغذ عمدہ۔ چھپائی نہایت نفیس۔ جلد سنہری۔ گھر کی لاگت پانچ روپے تبلیغی نقطۂ خیال سے برائے نام ہدیہ دو ۲ روپے۔ محصولڈاک تیرہ آنے۔ تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ دوست جلدی درخواستیں بھیجیں، ورنہ یہ سُنہری موقع ہاتھ نہ آئیگا۔

ایک دوست نے اس کار خیر میں کچھ روپیہ بھیجا ہے۔

چند جلدیں محض محصولڈاک پر بھیجی جائیں گی جنکی درخواستیں پہلے آئیں گی اُنہیں ترجیح رہے گی۔ بہتر ہو کہ ۱۳؍ کے ٹکٹ لفافہ میں بھیجے جائیں، اس میں کفایت رہے گی:

ملنے کا پتہ:۔ **مینجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)**